U38063

Title - AFSANA - E - ISHQ

Creator - Mohd. Hasan Askari Khan.

Publisher - Matba Khwaja Mohd. Aisy (Lucknow).

Date - N.A

Pages - 60

Subject - Urdu Adab - Dastan.

بفضل خلاق مضامین و بفیض فیاض سخن آفرین
نسخہ عجیب و غریب پُراز فصاحت و بلاغت مبرا از عیب طوالت دستور کارخانۂ عشق
مسمے
افسانۂ عجائب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ستایش گوناگون ازل سے ابد تک اوس پروردگار انس وجان کو روا ہے کہ جسنے
اپنی حکمت عامہ سے بمراد کنت کنزاً مخفیاً کے نور خاص سے اپنے محبوب کا پیدا کیا اور وجود
سراپا جود اوسکا واسطے خلقت تمام عالم کے باعث ومقصود ٹھہرایا و نیایش بوقلمون
ابتدا سے انتہا تک اوس آفریدگار کون ومکان کو زیبا ہے جسنے اپنی قدرت تامہ سے
بمفاد لقد کرمنا بنی آدم کے انسان کو مع جامۂ اشرف المخلوقات ہویدا کیا اور اپنی
قدرت عجیبہ سے کثرت مین اثر نور وحدت دکہلایا سبحان اللہ عجب پیرایہ مین بنا بے نیازی
اپنی ثابت کی کہ ہر شے کو ایک نہ ایک احتیاج عنایت کی مستغنی فقط ذات پروردگار
ہے باقی ہر شی کو فتقار ہے کیونکر کہون کہ مختار نے اجبار کیا ہم سب نے خوشی سے
جبر اختیار کیا الغرض جو کہ باعث ایجاد عالم ذات محبوب خدا ہے اسواسطے ہر مخلوق کو رشتہ
الفت ملا ہے حبیب کو محبت محبوب راغب کو رغبت مرغوب شاہد کو تمنا ے مشہود قاصد کو
آرزو ے مقصود عاشق کو معشوق کی امید واری طالب کو مطلوب کی انتظاری

قال کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف ۱۲

گل کو حال بلبل پر ہنسنے کا شوق بلبل کو فراق گل مین رونے کا ذوق قمری کو سرو سہی قامت
کا اشتیاق گلشن خزان رسیدہ بہار کا مشتاق صدف کو آرزوے قطرۂ نیسان گوہر
تلاش آب رو مین غلطان ہوا کو بہنے کی ہوا پانی کو روانی کی تمنا شعلۂ آتش کو سربلندی خاک کو
خاکساری کی پستمندی شمع کو نور روشن ہونے کی پروانے کو خواہش جان کھونے کی
چکور کو ماہتاب کی محبت پتنگے کو چراغ سے الفت زلیخا کو چاہ یوسف کنعان محمود ایاز کا
خواہان مجنون کو لیلی کی خواستگاری فرہاد کو شیرین کی طلبگاری اسیطرح ایک کو دوسرے
کا خواہان بنایا لفظ کن سے کونسا کرشمہ نہین دکھایا تنزہ ذاتہ عن ادراک ذوی الانہا
وتقدس صفاتہ عن احاطۃ ترقیم الاقلام حمد اوسکی کس زبان سے ہو ادا ٭ جسنے کن
سے دو جہان پیدا کیا ٭ قادر مطلق وہی ہے بیگمان ٭ جسکی قدرت کا ہے قائل دو جہان ٭ نطق
کی طاقت ہے کو انسان کو ٭ کہہ نہین سکتا خدا کی شان کو ٭ عقل کل کی عقل حیران ہو جہان ٭
ذہن میرا پھر لڑے کیونکر وہان ٭ کیا دکھائی اپنی قدرت ہر جگہ ٭ ایک نئی ہے اوسکی صنعت
ہر جگہ ٭ گل کو خوشبو سے معطر کر دیا ٭ نور سے خورشید کا دل بھر دیا ٭ چار عنصر کا عجب ہے ماجرا ٭
ایک پہ ہے ایک کو غالب کیا ٭ ہیچ واحسر گر ہو واجب بیگمان ٭ بندۂ ممکن سے ہو ممکن کہان ٭
پس ازان ہدیہ نعت محمود واسطے اوس اختر برج طریقت کے خاص ہے جسکے لیے خداے
وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین آیا ہے وتحفہ درود مسعود کو اوس گوہر درج شریعت
کے لیے اختصاص ہے جسکی شان مین خداے دو جہان نے لولاک لما خلقت الافلاک
فرمایا ہے یعنے تخت نشین ملک نبوت فرمان روای اقلیم رسالت ہادی کونین رسول الثقلین
مقتدای مشرقین جد الحسن والحسین سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین حبیب رب العالمین
رازدار قاب قوسین او ادنے محرم اسرار دلی فتدلی سرور انبیا محمد مصطفے علیہ التحیۃ والثنا
کہ جنکی برکت خاک قدم سے عالم پاک ہوا آدمی کو حق و باطل مین ادراک ہوا بتون نے گھر خدا
کا چھوڑا عزا کو لات سے توڑا معراج اوس صاحب تخت و تاج کی ہر غنی و محتاج کو معلوم ہے

اور اعجاز مین آجتک شق القمر کی تمام عالم مین دہوم ہو ہر آئینہ جس بندہ مقبول کی خداوند عالم
خود ثنا فرماوے پھر اوسکی تعریف و توصیف بندہ سے کیونکر کیجاسکے بار الہا درود و سلام اپنے حبیب
پر نازل کر اور آل اطہار اور اصحاب اخیار کو بھی اوسمین شامل کر علی الخصوص ہزار ہزار تحیۃ و سلام
اوپر اوس عالم علم لدنی کے کہ جسکے کمال علم پر انا مدینۃ العلم و علی بابہا گواہ ہو اور لاکھ لاکھ ثناو
صفت واسطے اوس وصی رسول خدا کے کہ جسکی خلافت پر من کنت مولاہ فعلی مولاہ
حدیث بلا اشتباہ ہو یعنے اصل اصول امامت قوت بازوی رسالت سالک رضا و تسلیم ساقی کوثر
و تسنیم شہسوار لافتے تاجدار ہل اتے سید الاوصیا جانشین سرور انبیا اسد اللہ الغالب حضرت علی
ابن ابی طالب علیہ الصلواۃ والسلام علی کر الدہور و مرور الایام جسکی ولایت پر انما ولیکم
اللہ دال ہو اور یہ مہمان نوازی پر یؤثرون علی انفسہم شاہد حال ہو تعریف و توصیف جسکی
خدا اور رسول نے فرمائی ہو اور یہ نسبت ہمنفس پیغمبر کے منجانب اللہ آیہ مباہلہ مین پائی ہو عظمت
مین اوس جناب کی حدیث نبی ہو مختصر علی بعدی خیر البشر من ابی فقد کفر فضائل اوس
جناب کے بھلا کیونکر لکھے جائین کہ جس طرح خود جناب رسالتمآب فرمائین شعر ہو ہر سیاہی
ہون دریا بہم ہو سیاہی قلم ہون شجر یکقلم ✻ کرین جن و انسان حساب و کتاب ✻ فضائل علی کے نہوین رقم

عذر نہ لکھنے سبب تالیف کا ابتدا مین اور خبر اسکی ظاہر ہونا انتہا مین

بعد ازین یہ عرض مولف ہیچمدان ہو کہ سہو و نسیان سے ترکیب انسان ہو سبب نہ لکھنے سبب تالیف کا
حال ہو تا اطمینان طبع نالی ہو کہ ختم حمد و نعت کے شوق مین اور شروع بانی الضمیر کے ذوق مین
لکھنا سبب تالیف کا کہ یہان سراسر زیبا تھا فراموش ہوا مگر آخر مین محل موقع پا کے پھر ہوش ہوا
اوسی جگہ ذہن ناقص مین آگیا کمال ربط و ضبط سے سبب تالیف کا لکھا گیا تاخیر با تجیبا التقدیم مین
ظاہر اگو قباحت ہو مگر حقیقت مین اول کو آخر سے مناسبت ہو اگرچہ یہ نکتہ بعد الوقوع ہو قصہ مختصر کہ داستان شروع ہے

آغاز داستان راہ چلتے ایک یوسف لقا پر جان و دنیا سر بازار سوداے گیسو مین مبتلا

اوپر واقفان اسرار پوشیدہ و شناسان راز ہای نادیدہ کے مخفی و محجوب نرہے کہ ایک دن یہ

لمترین آفاق حسب اتفاق بازار مین سیر کرتا چلا جاتا تھا مگر دل مین طرف ایک کوچہ عشق سے کے
جانے کا بار بار خیال آتا تھا آخر خواہش سے نے دل تنگ کیا راستہ اوسی گلی کا لیا لیکن بے راہ چلنے
سے پریشان اپنی گمراہی پہ پشیمان تھا ناگہان ایک قطعہ مکان نہایت خوش وضع و عالیشان کہ
صفت جسکی احاطۂ امکان اور محل بیان سے باہر ہے دور سے دیکھا کیا کہون کہ کس درجہ مسرور ہوا
رفعت و منزلت سے اوسکے حیرت ہوئی قریب جانے کی رغبت ہوئی بیساختہ یہ شعر پڑھا اور جھٹ
پٹ آگے بڑھا شعر یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہے ٭ زمین جسکی چہارم آسمان ہے ٭ تو ایک دروازہ
وسیع نظر آیا دربان ادہر کوئی نہ پایا دل کو زیادہ تر مسرت حاصل ہوئی طبیعت اندر جانے کی مائل
ہوئی اگرچہ باسباب ظاہر کوئی صورت اندر جانے کی نتھی مگر بنظر شوق باطنی کے بغیر جائے صورت
چین سے آنے کی نتھی فوراً حیران و ششدر اوس دروازے کے اندر گیا بمعائنہ صناعی صانع
کون و مکان جو اوس عمارت پر نزاکت سے عیان تھی یہ شعر پڑھا شعر اگر فردوس بر روے
زمین است ٭ ہمین است و ہمین است و ہمین است ٭ چاہتا تھا کہ نظر تفصیلی اوسکے منازل و مدارج پر کرون
اور دامن نگاہ کو گل امید سے بھرون دفعتاً دیکھا کہ اوسکے صحن پر تکلف مین فرش مکلف پر ایک عورت
پری صورت نہایت حسین زہرہ جبین خوش لباس وفاشناس نوجوان خوش بیان جفاجو ستم خو
کج ادا دلربا گل اندام فرخندہ نام بال سر کے نہایت باریک گیسوے مشک فام شب تار سے تاریک
ہوی زلف معنبر کو مشک ختن سے نسبت دینا خطا ہے اگرچہ سراسری ہین شاعر باشعور کو یہ کہنا بجا ہے
سیماے جبین چودہوین رات کا چاند عکس سے جسکے چاندنی ہو ماندہ طاق ابرو مین طریق جفا و ستم
کے بھرے ہوئے مژگان خونریز تھے یا تیر واسطے شکار مرغ دل کے دھرے ہوے چشم
نرگسین سے دیدۂ آہوی حیرت کشادہ رشک رخسارۂ تابان سے ماہ تابان دور افتادہ گوش معدن
خوبی بینی پسند کنندہ بوی محبوبی دندان بے عدیل دُر بے بہا کے رشک دہندہ سرخی لب
سے لعل بدخشان شرمندہ دہن کا معما سمجھ مین نہین آتا نہایت دل تنگ ہون کچھ کہا نہین جاتا
چاہ زنخدان یوسف دل کا خواہان شمع گردن کو خلاق دو جہان نے سانچۂ قدرت مین ڈھالا تھا

جس سے ہمیشہ محفل حسن مین اوجالا تھا ہاتھون کو قتل عاشق مین دستگاہ کامل پنجۂ حنائی کو پنجہ
مرجان پر سبقت حاصل سینہ بے کینہ بادۂ کج آدائی شکم صاف پرخم تھی صفائی ناف گرہ کشائی دل
کدورت منداں موہی کمر گرہ ناف سے سربسر عیاں غرضکہ اوس پری پیکر نے عالم ایجاد مین عجب
حسن خداداد پایا تھا گویا نقاش ازل نے نقشہ اوسکا اپنے قلم قدرت سے صفحۂ ہستی پر بنایا تھا
باہزاران ہزار انداز مع چند خواصان سراپا ناز کہ جنکو دیکھکر لعبت چین بحیص حرکت ہوجاوے ندامت سے
سے آگے اوسکے سر نہ اوٹھاوے زیب افزا ہوئی شعر نظر پڑتے ہی بس جاتے رہے ہوش * جو دل سے
ہوگیا از خود فراموش * لگا رہنے کی نہ آئی تاب * زنہار * زمین پر گر پڑا غش کہا کے اکبار * خواصین
جو سے گئے اوس پری پیکر کے حاضر تھین یہ سانحہ دیکھکر متعجب ہوئین اشعار * جو دیکھا خواصون نے
یہ ماجرا * تو گھبرا کے بولین اسے کیا ہوا * پھر آپسمین کہنے لگین سب کی سب * کہ تدبیر جلدی کرو کوئی
اب * اسے ہوش آجاوے وہ کام ہون * کہ بی بی ہماری نہ بدنام ہون * غرضکہ وہ سب کی سب
سراسر حیا و ادب یہ مشورہ کرکے پاس مجھ گرفتار رنج و تعب کے آئین اور سامان ہر طرح کے اپنے
ساتھ لائین کسی نے تادیر پنکھا ہلایا کسی نے مفرح لخلخہ سونگھایا کسی نے باحسن وجہ مونہہ دھولایا کسی
زور سے بازو ہلایا کوئی عیسی نفس دعائین دم کرتی تھی کوئی گرم رفتار گھڑی آہ سرد بھرتی تھی اشعار
کوئی کہتی تھی جن کا سایہ ہے * یا پری پر دل اسکا آیا ہے * گنڈہ تعویذ کوئی لانے لگی * عاملون کو کوئی
بلانے لگی * کوئی کہتی تھی راگ لایا ہے * کوئی کہتی تھی دم چورایا ہے * کوئی کہتی تھی چال کرتا ہے *
کوئی بولی کسی پہ مرتا ہی * کوئی کہتی تھی ہی یہ دیوانہ * کوئی اکر ہلاتی تھی شانہ * کوئی کہتی تھی یا الٰہی خیر *
کوئی کہتی تھی یہ نئی ہی سیر * اسکو کیا ہوگیا خدا جانے * درد دل اسکا کوئی کیا جانے * غرضکہ
ابھی جیسے وہ سب آپسمین محو تقریر تھین اور میرے لیے بجان و دل سرگرم تدبیر تھین دفعتاً مدہوشی نے
مجھے چھوڑا یا آنکھ کھولی ہوش مین آیا شعر بخت جاگے تو ہوش بھی آیا * پر طبیعت کو جوش مین پایا *
حیران تھا کہ یا الٰہی یہ عالم خواب ہی یا بیداری اپنے بخت خوابیدہ سے کسکو تھی امید بیداری الغرض ہم
مین حسن خاموشی تھی از خود فراموشی تھی کہ ناگہان [illegible]

راستہ بتایا شعر ؎ دل سے اک دل کو راہ ہوتی ہے ✣ بے اثر کب یہ چاہ ہوتی ہے ✣ باہم
آنکھیں چار ہو گئیں سنان الفت سینوں میں دوسار ہو گئیں شعر ؎ دیکھ کر حسن صنم اللہ یاد آیا مجھے ✣
چار آنکھیں ہو گئیں چشم بصیرت ہو گئی ✣ اسی عالم میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ سیم اندام مجھ کشتہ
ناکام کو اشارۂ ابرو سے قریب اپنے بلاتی ہے اور ہزار ہزار عشوہ و ناز سے اور لاکھ لاکھ کرشمہ و
انداز سے کنایتاً بیٹھنے کو فرماتی ہے یہ حال دیکھ کر نزدیک تھا کہ شادی مرگ ہو جاؤں فرصت
غم کھانے کی نہ پاؤں فوراً بزبان نیاز سے یہ شعر پڑھا شعر ؎ تو شاہ بتانی و من خستہ چکارا ✣ شایان
چہ عجب اگر بہ نوازندہ گدا را ✣ اور عشق سے ڈگمگاتا رعب حسن سے لڑکھڑاتا آگے بڑھا گو انداز و
اسلوب محبوب سے بالکل اجنبی تھا مگر حسب ایما اُس حور شمائل کے قریب جا بیٹھا شعر ؎ جب
ادا کر چکے وہ رسم ادا ✣ پھر بدل پوچھا ماجرا دل کا ✣ میں نے حال پر ملال راست راست بے کم و کاست
اس انداز سے بیان کیا کہ شام تک قریب اختتام پہونچنے نہ پایا جب لیلی شب نے ستاروں سے
اپنی پیشانی کو افشان کیا اور ماہتاب بیقرار مجنوں وار واسطے ملاقات کے چلا اپنے دل زار کو
انتشار راز کا اضطرار ہوا طبیعت کو گھر جانے کا انتشار ہوا خوف زیادہ رات جانے کا پیش نظر ہی
ہوا میں حال دل کا ساعت بساعت نوع دگر ظاہر اٹھنے میں قباحت گھر جانے میں مصلحت
باطلگدہ سراسر راحت یہ بالکل قیامت عجب طرح کے پس و پیش میں پڑا آخر کو یہ شعر پڑھا شعر ؎
دو گونہ رنج و عذاب ست جان مجنوں را ✣ بلای صحبت لیلی و فرقت لیلا ✣ شب کا ہنگام تردد
کا مقام جوانی کا جوش کم سنی کا خروش پہلے پہل کی جان نثاری اور سپر نا تجربہ کاری
شعر ؎ وہ دوری کو کیونکر گوارا کرے ✣ کہ جو جانکر جان جان پر مرے ✣ طوعاً و کرہاً میں نے کہا کہ
اگر ناگوار خاطر عاطر نہ ہو تو کچھ حال دل الحال عرض کروں اور اس قصہ طول و طویل کو مجبوری
ناتمام چھوڑ دوں وہ تو نکتہ سنجی میں طاق تھی سخن سازی میں مشاق تھی مطلب کو جانتی تھی حقیقت
و وقعہ پہچانتی تھی مسکرا کر بولی کہ خوف نہ کہا ہے کچھ فرمایا ہو فرماسئے میں نے کہا کہ نزدیکی نصیب دوستان
دوری و سیر دشمنان ہوں چاہتا تھا کہ ابھی سجا دوں الیسر گذشت کہ سناؤں گا مصاحب [illegible]

امورسے رخصت ہوتا ہون دیدہ و دانستہ فرصت وقت ہاتھ سے کھوتا ہون گو ظاہر اسباب میرا
آنا آپکا بلانا بے سبب ہی مگر باطناً دونون امر کا نتیجہ خالی از حکمت کب ہی آنا جلسہ بہت غنیمت ہی مگر
کیا کہون جو مجھے ضرورت ہی پہلے اوسنے تجاہل عارفانہ کیا سن لیا پر میرا کہنا نہ کیا پھر کچھ سوچکر بولی
کہ بہتر ہی جاسیے نیند آتی ہوگی آرام فرماسیے کبھی اپنے گھر مین جو گھبرانا دل چاہے تو یہان چلے آنا
اس کلام فرحت پیام کے سنتے ہی نخل مرام نسیم کامرانی سے چمن چمن نہال ہوگیا اور دامن مدعا
نقد شادمانی سے مالا مال ہوگیا خاطر کو باغواے محبت شگفتگی ہوتی اور طبیعت کو بتقاضاے الفت
وابستگی ہوتی یہ شعر یاد آیا فی الفور زبان پر لایا شعر سازم قدم زدیدہ وامم بسوے تو جنا بہر قدم بدیدہ کشم کیا خاک کوے تو

دوسری داستان تیر عشق کا دل پر کھانا گھایل ہوکر گھر مین آنا درد فراق سے تمام شب چلانا صبح ہوتے ہی وہان پھر جانا ؁

شعر الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا ؁ کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا ؁ محرر
انشاء عشق و محبت ادر منشی املاء حب والفت حال ثوگرفتاران پنجہ اشتیاق اور آل تازہ مبتلایان
بلاء فراق قلم درد والم ادر خامہ اندوہ و غم سے صفحہ دوری اور کاغذ مجوری پر اس طرح لکھا ہی کہ
جب انجام کار یار دلدار سے رخصت ہوکر جبراً و قہراً اندر سے باہر آیا بپاس دور اندیشی قدم آگے
بڑھایا حالانکہ مکان محبوب نزدیک تھا مگر دوری پیش نظر ہوتی کیا کہون کہ جو اوس گھڑی حالت
دل وحشت اثر ہوتی طبیعت بر خاستہ ہوئی درد دل مین اوٹھا اور بے اختیار سلسلہ صبر و قرار
ہاتھ سے چھٹا بے سر و سامانی کے خیال آنے لگے سر بسر پاؤن لڑکھڑانے لگے زور بدن کا دفعتاً
گھٹا مگر جسطرح ہوسکا آگے بڑھا غرض اوٹھتا بیٹھتا مکان پر آیا ہو کا عالم نظر آیا روح خیال زلف مین
بیقرار تھی زنجیر ہر دروازے کی صورت مار تھی ہر گھڑی سلسلہ گیسوے معنبر پیش نظر تھا حلقہ در دہان
اژدر تھا سوداے زلف مین جینا محال نظر آیا ہر موے تن وبال جان پایا خوف افشاء راز سے چیخکر
رو نہ سکتا تھا طمع وصال مین جان اپنی نہ کھو سکتا تھا جب ہجوم آلام جدائی سے روح قالب
مین گھبرانے لگی اور بیقراری ازحد دل دکھانے لگی اوسوقت قلب نے آواز دی کہ بیٹے بہت ضبط

کی تدبیر کی مگر بقول شاعر شعر نالہ را ہر چند میخواہم کہ پنہان درکشم + سینہ میگوید کہ من تنگ
آمدم فریاد کن + پھر اچھی طرح بدنامی کا سامان ہوا اور جدائی سے نالان ہوا ہر دم
گریہ وزاری اور آہ و بیقراری تھی عین یاس مین ندی لہو کی چشم تر سے جاری تھی شعر آتش
ہجر دل جلانے لگی + پھر تو بیموت جان جانے لگی + ضعف سے جسم سنسانے لگا + ایک
غش سے آنے ایک جانے لگا + دست وحشت سے گریبان چاک تھا بستر خواب دامن صحرا سے
ہولناک تھا چارپائی پلنگ کی چارپائی پلنگ تھی تپ فرقت سے جسم جلتا تھا پلنگ پر پڑا
کروٹین بدلتا تھا شعر الغرض وہ بھی عجب ہنگام تھا + خواب کا آنا خیال خام تھا + لب پر آہ و
بیقراری آنکھوں کو شوق اختر شماری روی سحر کہین جو دکھائی نہ دیتا تھا دل مضطر کسی پہلو
چین نہ لیتا تھا جبکہ اشتیاق صبح کا بڑھتا تھا تو یہ شعر سعدی کا پڑھتا تھا شعر سعدیا تو چہ
امشب تجاہل صبح بکوفت + یا مگر صبح نباشد شب تنہائی را + ناگہان دل بیجان مین جان آئی
نسیم سحر آمد خسرو خاور کا مژدہ لائی روشنی ستارون کی دور ہونے لگی سیاہی شب کی
کافور ہونے لگی اشجار برگ برگ عبادت نخلبند حقیقی مین ہلنے لگے غنچے چمن چمن طاعت باغبان
حقیقی مین کھلنے لگے مرغان سحر نواز نالۂ شب خیز اوٹھانے لگے طائران نغمہ پرداز ترانۂ طرب انگیز
گانے لگے طلوع آفتاب کا عالم امیدوار ہوا سپیدۂ سحر کا مشرق سے نمودار ہوا مسجدون مین
اذان ہونے لگی عبادت خلاق دو جہان ہونے لگی [illegible]
وضو کر کے پہلے ادا کی نماز + بس جبکہ سجادہ نشین فلک چہارم نے ظہور کیا دل مین اشتیاق
نے وفور کیا صدمۂ ہجران سے جان جاتی تھی دوری دم بھر کی کسکو بھاتی تھی فوراً بستر غم
کو چھوڑ کر مکان سے مونہہ موڑ کر کوچۂ محبوب کی راہ لی خاطر دل کی خاطر خواہ کی شعر علی الصباح
چو مردم بکار و بار روند + بلاکشان محبت بکوی یار روند + جو ہین محل اوس حور شمائل کا
نظر آیا روح نے موقع قرار کا پایا ناگاہ ایک خواص خاص ڈیوڑھی پر آئی اور یہ مژدہ
زبان پر لائی کہ اے بندۂ خدا اطمینان کو ہاتھ سے نہ دے صبر و تحمل سے کام لے رات سے
اوس بلبل چمنستان خوبی کو اس روش بیقراری ہے گویا کسی گل گلستان محبوبی کی چمن

انتظاری ہی شعر رات بھر کرب مین بسر کی ہو + کیا کہون کس طرح سحر کی ہو + یہ خبر فرحت اثر سنکر دل نے کمال سرور پایا بیساختہ زبان پر یہ شعر آیا بیت بدین مژدہ گر جان فشانم رواست کہ این مژدہ آسایش جان ماست + یہ کہہ سنکر مکان مین گیا پاس محبوب کے ایک آن مین گیا دیکھا فرش خواب پر کہ اپنے اقسام مین لاجواب تھا باچشم نیم وا استراحت فرما ہی ابیات مینے پوچھا مزاج کیسا ہی + ہنس کے فرمایا شکر اچھا ہی + اونکی ہمجولیان جو بیٹھی تھین + اون سے باتین ادہر ادہر کی رہین + جب کچھ ایما اوس ماہ لقا کا اور اشارہ مجھ گرفتار بلا کا پا کے وہ سبکی سب براہ حیا و ادب بمصلحت وقت بہانہ ہاتھ و مونہہ دہونے کا بنا کے بصد آب و تاب اوس مکان سے چلی گئین دل نے کہا کہ اس سے بہتر کوئی وقت نہین بسم اللہ جو کچھ منظور ہو بیان کرو راز دل اپنا شوق سے عیان کرو شاید حال زار تیرے پر اس عیسی نفس کو رحم آئے اور تیرے درد لا دوا کا علاج ہو جاے شعر پہلے ہاتھون سے دل کو تھام لیا + بعد اوسکے یہ مینے عرض کیا + ای نازنین نازک مزاج حسینون کی سرتاج شعر ضبط اب ہو نہین سکتا ہی صنم مرتا ہون + عرض کرتے ہوے بھی آپ سے مین ڈرتا ہون + حکم ہی حال مین اظہار کرون یا نکرون + کچھ علاج دل بیمار کرون یا نکرون + لگاوٹ جو باتون مین بطور رباعی نازو ادا سے بیساختہ مسکرائی مینے اجازت فحوای پائی تن بیجان مین جان آئی شب کی بیداری سحر کی انتظاری فرقت مین رونا جان کا کھونا خیال زلف مین پریشانی یاد چشم نرگسین مین حیرانی دل سے باتین کرنا ٹھنڈی سانسین بھرنا خشکی لب کی تاریکی شب کی ہو کا عالم جدائی کا غم شدت تپ کی درازی شب کی ناتجربہ کاری نو گرفتاری دل کا اضطراب راحت کا جواب عالم تنہائی صدمہ جدائی شعر غرض مجھکو جو یاد آتا گیا + وہ مین اونکو بالکل سناتا گیا + فقط خالی ماجرا اپنا نہین سنایا دل بھی غم سے بھر آیا ادہر مین چشم پر آب ادہر وہ بیتاب محبت نے اپنا اثر کیا اونکو بے چین کر دیا آخر کار بے اختیار ہوکر فرمایا کہ ہمین بھی رات سے فلک نے عجب صدمہ دیکھایا کہ بعد تمہارے جانے کے خود بخود طبیعت اوداس ہو گئے خدا جانے کہ جینے سے کیون یاس ہو گئی صبح تک بیتابی دل نے رولایا آرام تو خواب مین شب کو نہ آیا نہین معلوم کیسی رات تھی وہ

جانتا ہی کہ جیسی رات تھی یہ کلام محبت پیام اوس محبوب مرغوب سے سنکر بیقراری دور [illegible]
ہوگئی اور سیاہی بلای مہجوری کی کافور ہوگئی پھر اشتیاق کب مانتا تھا فساد نشیب و فراز کون
پہچانتا تھا تصور بندھا کہ جو مرکوز خاطر ہی کیجیے بل تامل کو شیشۂ دل مین جگہ نہ دیجیے اسوقت
بکشادہ پیشانی عقدۂ دانستہ حل ہوجائے مگر راز اسکا کھلنے نہ پاوے ہنوز خیال خام تھا فقط تصور
کا اہتمام تھا ناگاہ دلبر بے نظیر نے مافی الضمیر پر اطلاع پاکر بیساختہ ناز و ادا سے مسکراکر فرمایا شعر
اشتیاق اس گھڑی زیادہ ہی + جان کی خیر کیا ارادہ ہی + دلمین منصوبے گرچہ لاکھ کرو + وہ نہ
ہوئیگا تم جو سمجھے ہو + حواس اپنے جمع فرمایئے آدمی کے لباس مین آیئے اول محنت بعدہ راحت
تعجیل قصور تاخیر ضرور ہی بہت بنی بات ورنہ بگڑ جائیگی + یہ جلدی ذرا بھی نہ کام آئیگی + بمجرد اشارہ
فرحت افزا کے خاموشی کا قائل ہوا سکون زبان سے تالو کو کام حاصل ہوا سکوت کرنے کا اہتمام ہوا
گویا مجھکو الہام ہوا خوشی یار کی اختیار کی کلام جانان کی تائید بیشمار کی ارادہ گھر جانے کا مصمم تھا
دل جو دیکھا تو بہت کم تھا دل تھوڑا ہوگیا در دسے بدن پھوڑا ہوگیا مگر باتون باتون مین اجازت
حاصل کی راہ فوراً اپنے مکان کی لی الغرض جب مکان پر آیا رات پھر صدمۂ جدائی اوٹھایا جو کہ
یہی ایک صورت تسکین تھی صبح ہوتے ہی پھر ملاقات حاصل کی بس اسیطرح تمام دن یاری طالع
بیدار سے عیش و آرام رہتا تھا اور رات بھر خوابیدگی بخت خفتہ سے رنج و آلام سہتا تھا

تیسری داستان چندے مصلحتاً جانبین توقف کرنا عمداً درد جدائی مین مرنا
پھر اغیار کی شرارت ظاہر مین جانے کی ممانعت خفیہ ملاقات رہنا صدمہ
دل پر سہنا آخر بصلاح محبوب دوست و آشنا ساتھ لیجانا اپنے گھر مین اونکو لیے آنا

اشہب قلم خوشخرام اور توسن خامہ سبک لجام میدان قرطاس احوال ناتجربہ کاری اور بیابان
کاغذ افعال ایزدباری مین اس طرح سرگرم جولان ہوا اور اس روش سے جست و خیز کنان ہی
کہ جب آمد و رفت ہر روز مین ایک مدت ہوئی اور پھر مواصلت جسمانی سب طرح روح کو تقویت
ہوئی تو ایک دن بفحوای مصرعہ شاعر ع قدر کھو دیتا ہی ہر روز کا آنا جانا + کچھ دنون وہان کا

جانا اچھا سمجھا ناچندے سلسلۂ آمد و رفت ترک کیا چاہ زنجیر پا ہوئی بار فراق سر پر لیا یہ بھی نمونہ
گرفتاری ہی تھا اور یہ شیوہ ناتجربہ کاری ہی فقط خیال خام و سودای ناتمام ورنہ جبتک کہ ربط دل و
جان ہی ضبط ایسے مقام مین خارج از امکان ہی دو ہی دن مین عجیب حال ہوا صدمہ دل پر کمال
ہوا ایک روز بہت افسردہ دل ہوا اپنے کیے پر منفعل ہوا طبیعت بہت گھبرائی تاب دوری کی نلائی
ناچار طرف کوچۂ یار کے روانہ ہوا زندگی کا یہی بہانہ ہوا عندالملاقات دیر تک ادہر اودہر کی باتین
رہین ناز سے نیاز کی گھاتین رہین جسم نے جان کو دلمین پایا ماجرای مقصود خاطر خواہ سنایا اپنی
سرگذشت جدائی کی تمام نہونے پائی تھی درستی دیر آنے کی قریب اختتام نہ آئی تھی ناگہان ایک
شخص انسان صورت حیوان خصلت کہ مین اوسے نجانتا تھا شکل و شمائل اوسکی نہ پہچانتا تھا نہایت
بیباک سراپا کا واک آیا اور دفعۃً پردہ کمرہ کا اوٹھایا چونکہ اوسوقت آنا ہر کس و ناکس کا ناگوار خاطر یار
تھا خصوصاً اوس شخص سے زیادہ عار تھا طعن سے کہا کہ ذات مبارک سے آرام نہین یہان ایسے
بد وضعون کا کام نہین حال اپنی طبیعت کا بتلا دیا ایکبار نہین سو بار سمجھا دیا نہین معلوم کیا دل
مین سمائی ہی سمجھائی ہی یا کہ شامت آئی ہی شعر گھر سے جب اوٹھے یان چلے آئے ٭ جھکو یہ موت خدا
نہ دکھا دے ٭ اس کلام جگر خراش نے دل اوسکا توڑ دیا اوسنے پردے کو ہاتھ سے چھوڑ دیا در پے
آشفتگی اپنی ظاہر کی طرفۃ العین مین راہ اپنے مکان کی لی مگر دوسرے روز وہ بے ہمت بصلاح
ایک عورت کہ وہی صاحب خانہ تھی سب طرح پیشنہاد تھی ایسی تدبیر عمل مین لایا کہ پھر باعلان
سمجھ موقع جانے کا نہ پایا دل سے کہا کہ اب دیکھا چاہیے فلک شعبدہ باز نیرنگ ساز بازی کو
کس ڈھنگ سے اوٹھاتا ہی اور زمانہ چلے پر داؤ بازی کو کس رنگ سے دیکھاتا ہی صدمہ دل
پر کمال ہوا تردد لاحق حال ہوا الٰہی یہ ما نان وقوع مین آیا باطن مین عروس مطلب نے موہنہ دکھایا
چندے برای نام یون شاد کام رہے کہ جا بجا سے نامہ و پیام رہے ہر چند کہ ظاہر مین سراسر پریشانی
تھا لیکن بمقتضای المکتوب نصف الملاقات گونہ اطمینان تھا جب زیادہ طرفین سے محبت کا جوش [illegible]
سے موت کا خروش ہوا نہ ادہر تاب مہاجرت نہ ادہر طاقت مفارقت تدبیر ملاقات [illegible] بھول آخر

کو درپردہ آمد و شد ہوئی حسن اتفاق سے ایک دن اوس انسان صورت پری سیرت نے کہا کہ
جبتک ہو سکا صدمہ دل پر سہا اب کسیطرح گوارا نہیں ہر وقت کا رنج گوارا نہیں ہر گھڑی کا قلق سہا نہیں
جاتا سخت حیران ہوں کچھ کہا نہیں جاتا جسکو دیکھو لہو کا پیاسا ہی نہ تسلی نہ کچھ دلاسا ہو شاید تمھارے
پوشیدہ آنے کی خبر حسن پائی ہے جو مجھپر اور آفت آئی ہے ہر وقت مونہہ میرا تکتی ہیں جو
چاہتی ہیں بکتی ہیں شعر حق و ناحق بھی مجھسے جلتی ہیں + کف افسوس اپنے ملتی ہیں
لہذا پہلے سے دور اندیشی کرنا اچھا ہے آیندہ جو تقدیر میں لکھا ہے خدا جانے کیسی افتاد
پڑے تھوڑی بات زیادہ بڑے ہے کسی چال سے اس بلا کو ٹالو یہاں سے نکل چلنے کی
راہ نکالو چونکہ یہ امر منظور خاطر تھا بیساختہ زبان سے نکلا بیت گر قدم رنجہ کنی جانب کاشانۂ ما
رشک فردوس شود از قدمت خانۂ ما + فی الحقیقۃ ایک رنگ پر گردش لیل و نہار نہیں
فی الواقع کسیطرح زندگی لائق اعتبار نہیں ظاہر ہو کہ یہ پوشیدہ ملاقات کب تک رہیگی
ہر وقت کا رنج طبیعت کیونکر سہے گی جو کچھ منظور ہے فوراً عمل میں لائے توقف اس صورت
میں مطلق نہ فرمائے شعر اگر بسیر چمن میروی قدم بردار + کہ ہمچو رنگ حنا میرود بہار از دست
یہ سنکر فرمایا کہ ہمکو بھی تعجیل منظور ہو مگر اس امر مخفی کے لیے پردۂ شب ضرور ہی دو چار دوست
آشنا جمع فرمائیے شش و پنج تنہائی سے باز آئیے دشمن کو بھی حقیر نجانیے جو کہتے ہیں اوسے
دل لگائے مانیے پہلے سے بند و بست کر لیجیے تب اس کام میں دخل دیجیے ورنہ دہوکا اوٹھائیے
بعد ایسا بہت پچھتائیے گا لفظ شیطان مجسم بدل دشمن جان ہیں رنج دینے کے بڑے
بڑے سامان ہیں امر واقعی بتاتے ہیں مصلحتاً تمکو سمجھاتے ہیں یہ سنتے ہی بہت خورسند ہوا
از حد رضامند ہوا فوراً مکان پر آیا مشیروں کو یہ ماجرا سنایا اتفاق سے اون سب نے
سکوت کیا مجھکو کسی نے کچھ جواب نہ دیا جب یہ واقعہ لاکلام اون سے وقوع میں آیا میں نے
بے قیل و قال موقع گفتگو کا پایا گویا شوق گویائی بڑھا بیساختہ یہ قول شاعر کا پڑھا بیت
دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست + در پریشان حالی و درماندگی + اور یوں تو برائی نام

ہر ایک کو دعوے محبت ہی دشمن بھی ظاہر مین نہین کہتا کہ مجھے عداوت ہی مگر عندالامتحان حقیقت
آشنائی صادق کی کھلتی ہی میزان آزمایش مین جنس وفاداری تلتی ہی اور مجھے ہرگز وہم بھی نہیں
ہوتا کہ آپ سے شناوران بحر وضعداری مجھے تنہا اس ورطۂ اضطراری مین چھوڑین اور آپ سے
غواصان دریای وفاداری لنگر کشتی امید میرا مخالف سے بے اعتنائی سے عین گرداب اضطرار
مین توڑین ذرا غور تو فرمایئے ہوای ناانصافی سے باز آیئے جب آپ سے گوہران صدف
خصوصیت شریک آبرو ہونے مین چشم پوشی فرمائین راہ محبت صمیمی اور مروت قدیمی اور جلوۂ
خاص اختصاص سے پلٹ جائین پھر کس طرح مین غرق میل حیرت و تعجب نہون مثل ماہی بے آب
کیون نہ تڑپون نہین معلوم کہ کیا خاطر دریا مقاطر مین جوش آیا ہی جس سے بحر سکوت مین ایسا غوطہ
لگایا ہی اگر میرے رونے پر ہنسی سوجھی ہی کوئی چیستان میری محبت کی بوجھی ہی تو یہ بھی بعید از محبت
اور دور از مروت ہی کہ ہمارا دل تڑپ رہا ہی تم اور ہنس ہنس کر خرمن ہستی پر بجلی گراؤ بلکہ چاہیے تھا
کہ بارش باران اشک حسرت سے آتش غم والم کو بجھاؤ مگر ہم تو خوب جانتے ہین یاران زمانہ کو
پہچانتے ہین بہر حد وہر شخص کے ذات جناب باری ہی ہر دم یہ شعر حافظ کا بحر ہزج مین زبان پر
جاری ہی شعر شب تاریک و بیم موج و گرداب چنین حائل + کجا دانند حال ما سبکباران ساحلہا +
اگر اس جزیرۂ وحشت خیز مین توقف منظور ہے جو واسطے ہر چار امور مشکل کے ضرور ہی تو یہ قصور
معاف کرو جواب مجھے صاف صاف دو ورنہ اس ہنگام مین کام میرا تمام ہو جائیگا وقفہ مطلق
کام نہ آئیگا شعر بدام انتظار او من آن صید گرفتارم + کہ جانم میرود چون بر سرم صیاد می آید +
اور مین تو جان سے ہاتھ دھوئے بیٹھا ہون آبرو چاہ مین کھوئے بیٹھا ہون جسدم یہ کلام
پیچ و تاب مجھے بگوش ہوش سماعت فرمایا دریای غیرت اون بہادرون کا جوش مین
آیا جناب والا سب نے سر زانوی حیرت سے اوٹھائے اور بکثرت ندامت سے عرق انفعال
مین نہاتے چاہتی تھی کہ تھوڑی دیر اور گردنین جھکائین تلاطم امواج تساہل سے ڈرائین مینے دیکھا
کہ وہ دریای رنج والم بڑا ہو منہ اور گیا بیساختہ مین پاس مین یہ شعر پڑھا شعر میارا ای بخت بہ

غرق میں درشور دریا را ٭ پھر باہی نگردان بادبانِ کشتی ما را ٭ بارے رحمت جناب باری ہی
طبیعت اونکی لہرائی اور بادِ مراد جہاز امید براری کو کنارے جوہی محبت کے لائی جو یا ہی دیجو ہی
بدل وجان ہوئی یہ شعر پڑھتے ہوئے مثل آب جاری روان ہوئے شعر درین دریای
بیپایان درین طوفان شورافزا ٭ دل افگندیم بسم اللہ مجریہا ومرسیہا ٭ بجمیع محمل اوسکے مکان
پر پہونچے کہ ہر طرح کے سامان اطمینان مہیا دیکھے جو کہ وہ صادق الاقرار تھی وعدہ وفائی کی طلبگار
تھی لب بام منتظر نظر آئی دیکھکر ہمکو کوٹھے سے اوتر آئی کہا کہ یہان سے جلد ہی چلنا بہتر ہے شہر نے
مین بڑا خوف وخطر ہی ہوشیار ہو کہ اولاً اس مطلب سے کوئی خبردار نہین ثانیاً دل بیقرار کو قرار
نہین سر شام سے بڑی نگہبانی تھی دشمنون کی مین مہربانی تھی شعر ابھی ہشیار و غافل ہو گئے
ہین ٭ مثال بخت خفتہ سو گئے ہین ٭ اگر انمین کوئی بیدار ہوگا ٭ تو جانا یان سے پھر دشوار ہوگا ٭
نہ دیکھو پھر کوئی فتنہ جگائے ٭ فساد اوٹھے نہ کچھ بیٹھے بٹھائے ٭ مینے جیون ہی مونہہ اوس
کمان ابرو کا مین اضطراب مین اوترا دیکھا رخ دنیا ہی دنی کیطرف سے پھیر کے کہا کہ بیوجہ تم کیون
سہمے جاتے ہو کجروی زمانے سے گھبراتے ہو ہر چند سراسری مین آئے ہین صلاح اصلاح
جنگ نہین لائے ہین جیسے نوک جھونک ہو کہ ہم لیس ہین امین دشمن اگر مدعی ہین تو مقابل ہو جائین
بہادرون کو لہو دانا دیتے ہین لاشون کا تو دہ لگا دین اوس شوخ نے لبون کو مثل ... وار کھولا
اس طرح کڑک کے بولا کہ بس بس زیادہ نہ چلائیے سیدھے ہو جیسے کجی سے باز آئیے جانبازی
اپنی نہ دکھائیے جیتی بازی نہ ہرائیے بہت محبت نہ جتائیے خطا کو تیر لگائیے طائر عقل کو نشانہ کیجیے
گوشۂ عافیت کی راہ لیجیے عاقبت کار دوراندیشی کو خیال مین لایا مثل تیر کے سیدھا باغ مین جانے سر
آیا سب کے سب خرم وشاد ہوئے دوست وآشنا محو مبارکباد ہوئے بعد اسکے سب باوفا اپنے اپنے
گھر گئے وعدہ صبح آنے کا کر گئے یہان اوسقدر فرصت کا زمانا ہمنے بہت غنیمت جانا آپسمین ہنسے بولے
کرکے شادمانی کا ظہور ہوا دل سرور سے معمور ہوا اوسقدر نے حجاب بجا مان دکھایا محبوب کو آغوش
پایا زرنگاری فلک کھنچا ہوا فرش چاندنی کا بچھا ہوا منصب باوکش ہوا مسرت جلتی تھی جلوہ

پر شمع جلتی تھی نہ کچھ انکار کا خیال نہ کچھ اقرار مین قیل و قال لا ولم برای نام تھا غرض حرف مطلب
سے کام تھا آگے سے اوس رشک ماہ چاردہ کی شادمانی کمال ہوتی شب فراق مبدل بہ شب وصال
ہوتی غنچہ امید کے کھلنے کا اشتیاق تھا معای مراد کے کھلنے کا شوق بالای طاق تھا ادہر اسباب
سامان وصل کا طیار ہوا ادہر فلک در پے آزار ہوا ❊ شعر ❊ کبھی دو کو اکہٹا ہونے نہین دیتا ❊ کسی کا اسکے
وصل ہونے نہین دیتا ❊ دغابازی اور فسون سازی اپنی یون دکھائی کہ خبر فرار ہونے اوس ماہ پارہ
کی بداندیشون کو پہونچائی ❊❊❊

چوتھی داستان رقیبون کا پوشیدہ چلے جانے پر آگاہ ہونا تلاش مین اوس سمت سے سراسیمہ و تباہ ہونا آخر مقدمہ کو حاکم تک پہونچانا کوتوال ہمراہ لاکر اوسکو لیجانا پھر ہماری محنت کا ساتھ راحت کے مبدل ہونا اس جھگڑے کا حسب خواہش فیصل ہونا

محرران حادثہ محبت اس طرح تحریر کرتے ہین اور منشیان واقعہ الفت اس طور تسطیر کرتے ہین کہ
یہ شجرہ عشق بلای ناگہانی ہے اور باعث کرب روحانی ہے ہر جگہہ نئی صورت دکھاتا ہے ہر مقام پہ
تازہ فقرہ بناتا ہے عجب عجب چال کرتا ہے طرح طرح پامال کرتا ہے کہین شمع سان پگھلتا ہے کہین پروانہ
وار جلتا ہے کہین خزان ہے کہین بہار کسیوقت گل ہے کسیوقت خار کہین جام شراب ہے کہین جگر کباب
ہے ❊ شعر ❊ رنگ چہرہ کا زرد دالے ہے ❊ دلین جسکے ہے درد دالے ہے کہان تو یہ سامان راحت کا دکھایا
اور کہان دفعتاً اس آفت مین پھنسایا یعنی وہ لوگ مثل فتنہ کے خواب سے بیدار ہوئی آتش
غضب سے مانند پارہ کے بیقرار ہوئی مکان اوس حور سے خالی پایا دل غم سے بھر آیا فساد اوٹھانے
کا التزام کیا فتنہ برپا کرنے کا انتظام کیا ایک دوسرے سے بگڑا کوئی تدبیر بن نہ آئی آخر رفتہ
رفتہ خبر کوتوالی مین پہونچائی افسر نے تعجب کیا کچھ جواب نہ دیا مگر نائب کو بلایا یہ حکم خاص سنایا
کہ تم چند سپاہی لیکر ان لوگون کے ساتھ جاؤ عورت گم گشتہ کا پتا لگاؤ حرص سے پرہیز کرنا راہ
طمع مین قدم نہ دہرنا ورنہ پچھتاؤگے نوکری سے موقوف ہوجاؤگے نائب صاحب ساتھ اون کے

سپاہی ہوے ہمراہ چند سپاہی ہوے رقیبون نے پتا بخوبی لگایا ہمارے گھر کا رستہ بتایا اونھون نے عنان سمند عزم کو اوسی طرف پھیر دیا فوراً آکر مکان مجھ گرفتار رنج والم کا گھیر لیا جسوقت ہمنے دروازے پر شور و غل پایا حیران و ششدر باہر آیا ہجوم کثیر دیکھکر گھبرایا یہ شعر زبان پر لایا بیت این چہ شوریست کہ در دور قمر می بینم ✤ ہمہ آفاق پر از فتنہ و شر می بینم ✤ نائب صاحب مجھکو دیکھکر قریب آئے بہت کلمات عنایت فرمائے اولاً منشاء قانون بتایا پھر بطور خود سمجھایا ہمین تو کوئی مکر و حیلہ یاد نہ تھا اور حاکم سے فساد کرنے مین کچھ مفاد نہ تھا لہذا پھر مکان مین آیا اوس سیمتن کو سراسیمہ پایا بیان کیا کہ کیسہ امید ہمارا نقد راحت سے خالی ہے دشمنون نے بلا کی تدبیر نکالی ہے بغرض تمہاری گرفتاری کے آئے ہین نائب کوتوال کو ساتھ لائے ہین جسدم یہ ماجرا ہوش ربا سنایا بہزار اندوہ و یاس فرمایا شعر من در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال ✤ کاریکہ خدا کند فلک را چہ مجال ✤ ای سرگردان وادی محبت و ای پریشان بادیہ محنت آگاہ ہو کہ خداوند عالم نے نہیین معلوم کیا لوح تقدیر پر ارقام فرمایا ہے کہ سوای حوادث رنج والم کوئی اثر خوشی کا سامنے نہیں آیا ایک آفت ٹلنے نہیین پاتی ہے کہ دوسری قیامت درپیش آتی ہے عمر بسر ہوتی وبال ہے زندگی باعث ملال ہے یاس میرے حال پر پابوس ہوتی ہے چشم اپنی حال زار پر روتی ہے معلوم نہیں عیش و طرب کس کا نام ہے حرف مقصد غلط ناکامی سے فقط کام ہے نہ کبھی بلای شام الالم کو جاتے دیکھا نہ ہوای روز فیروزی کو آتے سنا شعر دوران فلک کہ بیدار است ✤ روزگار خزان گہے بہار است ✤ خیر مرضی مولی از ہمہ اولی شعر جو کہ لکھا خوب لکھا دسترس ہوتا اگر ✤ چومتے ہم ہاتھ اپنے کاتب تقدیر کے ✤ مگر اب مخالفون سے لیے ایسی تدبیر ہو کہ جو ہر طرح موافق تقدیر ہو کوئی دغدغہ باقی نرہے پھر کسیطرح کا وسوسہ طبیعت نہ سہے ورنہ ایسے ایسے مفسدے ہوا کرینگے ہر روز ایک نئی آفت برپا کرینگے لذت قلبی کامل نہ ہوگی حلاوت زندگی حاصل نہوگی بیت فکر شبنہ تلخ دارد جمعہ اطفال را ✤ عشرت امروز بے اندیشہ فردا خوش است ✤ لامحالہ اسوقت پردہ شب مین جانا ہمارا عین مصلحت ہے

ور یہ چشم پوشی مین دن نکل آتا بڑی قیامت ہی شعر اگر زندگی ہی تو ملجاتینگے ٭ خدا چاہے کل کو
چلے آئینگے ٭ ادہر تو یہ سخن لب پر ادہر پیام جدائی سے حال ابتر ہجر کا یارا نہین وصل کا چارہ
نہین شغل گریہ وزاری دخل آہ و بیقراری موت روز موعود کے انتظار مین اجل ایام عمر کے
شمار مین بیت نہین زانو سے سر اوٹھتا یہ بار سر ہی گردن پر ٭ الٰہی صدمۂ فرقت نہو دشمن کے
دشمن پر ٭ جب اوس محبوب طناز سراپا ناز نے اسقدر بیتابی اور اسقدر اضطرابی دیکھی ضبط
کی طاقت نرہی آبدیدہ ہوکر اور مجھے رولا یا واسطے تسکین کے اس طرح فرمایا کہ بیقراری پر
تمھاری نہایت ترس آتا ہی مگر کیا کرین کہ فلک تفرقہ پرداز تمسے چھڑاتا ہی منظور نہین کہ مفارقت
دم بھر کی گوارا کرون لیکن خواہش تقدیر سے مجبور رہون گو سواد شب ہجران شروع ہوتا ہے
مگر حقیقت مین آفتاب امیدواریان طلوع ہوتا ہی بیت نہین معلوم یہ مثل شاید ٭ اینچہ در آید ز
درست آید ٭ تحمل پر دارومدار ہی ضبط ہر حال مین درکار ہی مصرع صبر تلخ است ولیکن بر شیرین
دارد ٭ یہ سنتے ہی مجبور ہوا اور رکنے سے معذور رہوا کہا کہ خیر جائیے توقف نہ فرمائیے بیت
در دلم بود کہ ہرگز نشوم از تو جدا ٭ چکنم چارہ ندارم کہ جدا کرد خدا ٭ رخصت کرنے کو تو رخصت
کر دیا پروانہ اونکو بمقتضای مصلحت کر دیا مگر دل پر درد غم کھانے لگا کلیجا مونہہ کو آنے لگا
طاقت طاق ہوئی زندگی شاق ہوئی سودای گیسو وبال جان اس سلسلہ سے اور بھی
دل پریشان نیند خواب رات کو حرام ہو گئی عمارت خیال وصال کی خام ہو گئی قصۂ عیش و
طرب نے بہیرے تمام کیا مجمع کرب و قلق نے بصلاح تقدیر آکے سلام کیا نیند نہ آئی مگر سامان
مواصلت خواب ہو گیا کچہ دیر ہوئی تھی کہ اطمینان و عافیت سے خواب ہو گیا شعر فریاد
از دست فلک بے بنیاد ٭ ہرگز گرہ بستہ کسے را نکشاد ٭ جائیکہ دلی دید کہ داغے دارد ٭ صد
داغ دگر بر سر آن داغ نہاد ٭ الغرض بقیہ شب بسر ہوئی خدا خدا کر کے سحر ہوئی شعر گجر بھی
بجا اور چلی توپ بھی ٭ صدائے موذن بھی آنے لگی ٭ وہ نور کا تڑکا دلمین طرح طرح کا دہڑکا
ستارون کی وہ کم کم چمک نظارۂ صبح کی وہ جا بجا الگ غنچون کا باد صبا سے چٹکنا بلبلون کا یاد خدا

مین چمکا نسیم سحری کی سیکر دی مرغان سحر کی نغمہ گری جسوقت گل آفتاب [illegible] نسیم صبح سے
پھولا مین پژمردہ دل سیر باغ دنیا کی بھولا صدمہ ہجر سے جان پر بنتی تھی دل مین کچھ اور ہی
ٹھنتی تھی فوراً جو پایی دلدار ہوا سو ہی کوتوالی سرگرم رفتار ہوا آخر دوان دوان احاطہ
کوتوالی مین پہونچا عجب طرح کا حشر برپا دیکھا یعنی اوس سرو قامت پر عجب قیامت کی گھڑی تھی
سامنے حاکم عدالت کے برخاستہ کھڑی ہو جا ہا کہ پہلے کسی عملہ سے کیفیت دریافت کیجیے
بعد اوسکے افسر صاحب سے ملاقات کیجیے روئداد مقدمہ بوجہ احسن معلوم ہو جاے کہ بیان نیا ب
مطلوب ہین سر مو فرق نہ آئے ابھی یہ سوچ رہا تھا ناگاہ اثناء راہ مین ایک شخص کو دیکھا
اہل عملہ سمجھکر بہت سا التیام کیا آداب شایستہ سلام کیا اونکو میرے حال زار پر رحم آیا بعد
غور و تامل کے فرمایا کیا وجہ ہے کہ مضطرب یہان آئے ہو کیا صورت ہے جو ہسقدر گھبرائے ہو
جبکہ مینے اونکو صاحبدل مشفق کامل پایا جو کچھ ہوا تھا سب ہو بہو سنایا اونہون نے طرز تقریر
سنکر بیان کیا کہ شاید آپ نے مجھے اور ہی گمان کیا مین ہرگز نوکر سرکار نہین معاملہ کا واقفکار نہین
مگر اتنا معلوم ہے بالا بالا اسقدر مفہوم ہے کہ یہ عورت انسان صورت پری سیرت جو سامنے کھڑی
ہے سخن فہم اور عقلمند بڑی ہے کہتی ہے کہ جہان سے لائے ہو وہین پہنچا دو جنسے بچھڑی ہون
اون سے ملا دو ورنہ کل تک زندہ نہ رہونگی ایسے صدمے نہ کبھی سہے نہ اب سہونگی بلا افسر صاحب
نے اوسکی تلاش مین چند ملازم بھی دوڑائے ہین شاید وہ ابھی تک پھر کے نہین آئے ہین
اور یہ تو کیفیت لایق دید ہے نہ قابل شنید ہے ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ ✤ اگر کچھ حرج نہو
تو چندے تکلیف کیجیے بے تکلف اس معاملہ کو دیکھ لیجیے مینے جیون ہین سبب اپنی طلب کا سن پایا
شکر مسبب الاسباب کا بجا لایا اونکو سلام کرکے آگے بڑھا یہ شعر کسی شاعر کا بیساختہ پڑھا بیت
شکر خدا کہ از مدد بخت کارساز ✤ بر حسب آرزو ست ہمہ کار و بار دوست ✤ الغرض جا کے
افسر صاحب سے ملاقات کی وہ خوش ہو وین جیسے ہی بات کی آدمی با اخلاق تھے سراپا
اشفاق تھے نہایت لایق رفیقون کے شفیق صحبت مین مشہور عدل کے قریب ظلم سے دور افعال

عمیدہ مین معروف تھے غرض بہ صفت موصوف تھے نہایت مہربانی سے پیش آئے بعد مراسم ملاقات کے ادا فرمانے بعد اسکے سبب آنیکا استفسار کیا مینے جو مصلحت تھا وہ اظہار کیا جبکہ سوای رہائی اوس پابند گرفتار الم کے اور کوئی حکم قانون نہ تھا ظاہرا افسر صاحب کا بھی اور کچھ مکنون نہ تھا اس حال مین مجھپر احسان کرکے دلشاد کرنا مضمون صفت کرم داشتن یاد کرنا تھا غرضکہ افسر صاحب نے مجھسے کہا کہ آپ نے کیون تکلیف کی یہان آنے کی کیا ضرورت تھی مجھے حال آپکا پہلے معلوم تھا خیر گذشتہ را صلواۃ جو ہونا تھا وہ ہوا اب بہتر ہے کہ سرکشی بشر سے نہ کیجیے انکو اپنے ہمراہ لیجیے گھر کو تشریف لیجا ییے توقف نہ فرماییے مین ہمہ تن مشکور ہوا نہایت مسرور ہوا سواری کی درخواست کی وہان حکم کی دیر تھی فوراً سپاہی مانند ریح کے گئے مثل خوشی کے آئے کہار اور پالکی ہمراہ لائے مینے اوس رشک لیلی کو سوار کیا مجنون وار جان و دل نثار کیا گھر چلنے کا اہتمام کیا افسر صاحب کو سلام کیا خوشی سے معمور دل کا چاہنہ ہوا فرحان و خندان وہان سے روانہ ہوا

پانچوین حکایت دنیای ناپایدار کی اور شکایت اپنے انتشار کی

شعر منہ دل برین دیر ناپایدار ٭ ز سعدی ہمین یک سخن یاد دار ٭ ستم رسیدگان گردش روزگار اور مصیبت زدگان بلای لیل و نہار حکایت کجرفتاری فلک بے مدار اور شکایت جفاکاری دنیاے ناپایدار اس طرح بیان کرتے ہین کہ ایک حال پر رنگ لیل و نہار نہین ایک چال پر گردش فلک کجرفتار نہین دنیای جای عبرت ہی عالم فانی محل حیرت ہی ہر طرح کی واردات ہی عجب تعجب کی بات ہی کوئی شاد کوئی مایوس کہین خوشی کہین افسوس کوئی محو عیش و طرب کوئی مبتلاے طپش و تعب شعر کسی گلشن مین ہی بہار خزان ٭ کوئی شاداب مثل باغ جنان ٭ کوئی وصل معشوق مین رات بھر سوتا ہی کوئی ہجر محبوب مین صبح تک روتا ہی شراب راحت سے کوئی مسرور ہی سنگ محنت سے کوئی مثل شیشے کے چور چور ہی شعر کسیکا کندہ نگینہ پر نام ہوتا ہی ٭ کسیکی عمر کا لبریز جام ہوتا ہی ٭ عجب سرا ہی یہ دنیا کہ جسمین شام و سحر کسیکا کوچ کسیکا مقام ہوتا ہی اور یہ طرز ستم کچھ نرالا نہین ہے یہ رسم نیا اب نکالا نہین ہے بلکہ ہمیشہ سے یہی انقلاب چلا آتا ہی ہر شخص

زمانے کے ہاتھ سے دکھ درد پاتا ہے ہر شیخ و شاب کو اس دار محنت مین اسیری ہے ایک مزاج پر اسکی
جوانی و پیری ہے خصوصاً آجکل زمانہ بہت خراب ہے جس سے خاص شریف کو عموماً اضطراب ہے فلک جفا کاری
پر آمادہ ہے ستم شعاری زمانے کی زیادہ ہے ہر شخص مبتلای غم ہے خوشی جو دیکھو تو بہت کم ہے اندنون مجھے
طبیعت کو طرح طرح کا انتشار رہتا ہے ہزار ہزار راہ سے ہجوم افکار رہتا ہے ایک مدت سے چاہتا ہون کہ
اس قصہ کو تمام کرون طبیعت ختم کرنے کی مشتاق ہے کثرت شوق سے ناتمامی اسکی شاق ہے مگر زمانہ
گھڑی بھر کی فرصت نہین دیتا تردد ایک ساعت دم نہین لیتا اطمینان نے بیوجہ مونہہ پھیرا ہے گردش
فلکی نے ناحق گھیرا ہے جسقدر تدبیر ہوتی ہے مخالف تقدیر ہوتی ہے جان غضب مین گرفتار ہے دنیا کے
مکروہات سے دل بیزار ہے شعر دنیا اک زال بیوا ہے + بیمہر و وفا بیحیا ہے + مردون کے لیے یہ زن ہے
رہزن + ایمان کی عدو ہے دین کی دشمن + رہتی نہین ایک جا پہ جم کر + پھرتی ہے برنگ فرد گھر گھر + فرحت
و انبساط دل بلا منزل سے ایک قلم معدوم ہے صحیفہ غم و الم صفحہ خاطر پر بخط شکست مرقوم ہے نام کو بھی نشان
آرام نہین سوای ناکامی کے اور کسی سے کام نہین اگر بھولے سے کبھی مثل گل خندان ہوا ہون
مانند بلبل نالان و گریان رہا ایک برس جناب والد ماجد مغفور نے اس سرای فانی سے طرف
عالم جاودانی کے ارتحال کیا دوسرے سال والدہ معظمہ مرحومہ نے عالم شہود سے جانب
ملک عدم انتقال کیا دو برس مین اپنی سالگرہ کرنے والون کو رو بیٹھا جنکی گودیون مین پلے
تھے وہ آغوش لحد مین سوئے پھر تو تنہائی ہوئی لشکر غم و الم کی چڑھائی ہوئی شعر سخت مشکل
ہے سخت ہے بیداد + ایک مین خون گرفتہ سو جلاد + کوئی مشفق نہین شفیق نہین + بیکسی کے سوا
رفیق نہین + آہ جو ہمدمی سے کرتی ہے + اسپر وہ بھی کمی سی کرتی ہے + غرض کہ تقدیر نے عجیب
حادثے دکھائے نوشتے پیشانی کی پیش آئی قریب تھا کہ صدمے سے ہلاک ہو جاتا ہے
عنصر بدن خاک ہو جاتا مگر وعدہ کم نہ زیادہ مثل مشہور ہے بندہ محض بے اختیار ہے مجبور ہے شعر
خدا کے ارادے مین تصمیم ہے + نہ تاخیر ہے اور نہ تقدیم ہے + یہ وہ تیغ ہے جو گوارا نہین + مگر
بجز صبر چارہ نہین + ناچار صبر سا صبر اختیار کیا دل نے اس بات کا اقرار کیا کہ یہ حوادث

سبکو درپیش رہتے ہین دنیا مین سبھی مگر وہ بات سنتے ہین کچھ تمھین پر نئی آفت نہین خاص
آپ ہی کے لیے یہ مصیبت نہین اور یہ تو فرمایئے ذرا ہوش مین آیئے کہ شاید آپ ہمیشہ زندہ
رہین سکے غالباً موت کی سختی نہ سہین گے ایک دن مثل مغفورین کے سفر کر جایئے گا اگر زندگی ہے
تو مر جایئے گا شعر مناسب ہے ہوشیار غافل نہو ٭ مسافر کو لازم ہے کاہل نہو ٭ صرف
آنکھ بند ہونے کی دیر ہے فقط اتنا سمجھ کا پھیر ہے عاقل کو چاہیے کہ اس سیر باغ پر نہ پھولے
انسان اپنی موت کو کبھی نہ بھولے حیات مستعار کا اعتبار نہین زندگی کو کسیکی قرار نہین
حیات بشکل حباب ہے دنیا نقش بر آب ہے نہین معلوم کونسا روز روشن چراغ زندگی کو بجھاوے
خدا جانے کونسی شب تاریک آبحیات کو چھپا وے ایسا نہو کہ یہ داستان ختم نہونے پاے
اور قصہ اپنا تمام ہو جاے پھر یہ ساری کہانی دھری رہے سب چرب زبانی دھری رہے
گو ایسے صدمات مین اختتام اس قصہ کا محال ہے کیونکہ ہوش و حواس مین اختلال ہے مگر شاید
الشیء یتمی و الاتمام من اللہ یاد نہین ہے ہمت مردان مدد خدا سے دل شاد نہین ہے جسطرح
سے ہر موجود کا معدوم ہونا مشہور ہے ایسی تجویز ہر مبتدا کی خبر ضرور ہے جو مخفی ہے وہ ظاہر ہوگا
اگر اول ہے تو آخر ہوگا پس یہ قصہ جو شروع ہوا تو تمام ہو جائیگا اس آغاز کا بھی انجام
ہو جائیگا یہ سوچ کر اشک آنکھون سے پونچھکر محو تقریر ہوا سرگرم تحریر ہوا

چھٹی داستان راہ مین گرمی کی شدت ہونا مارے پیاس کے اوس گل اندام کی غیر حالت ہونا اوس گرمی مین پانی کو جانا یہان اغیار کا آنا جبراً اپنے ساتھ لیجا کر چھپانا میرا پانی لانا مطلوب کو نہ پانا

اب رہروان بادیۂ محنت و بلا اس چال سے جادۂ تحریر مین پیش قدمی کرتے ہین اور دشت کی دا
مصیبت و جفا اس رفتار سے راہ منتظر مین پاؤن دہرتے ہین کہ یہان مشتعلان آتش فتنہ
و فساد شعلۂ غیظ و غضب مین گرفتار تھے اور وہان ہم ٹھنڈی ٹھنڈی مثل ہوا کے سرگرم رفتار
تھے ناگاہ نصیب مین خاک اوڑی قسمت مین آگ لگی ہنوز آدھی راہ طے نہ ہوئی تھی کہ آفتاب

عالمتاب مین نصف النہار پر آیا ابھی دو حصہ مسافت باقی رہی تھی کہ یک بیک وقت دوپہر کا
پہونچا شعر یہ اوسوقت گرمی کی شدت ہوئی ✣ پیدا اوس دم تمازت مین حدت ہوئی ✣ کہون
کیا کہ جیسی کڑی دہوپ تھی ✣ نہ آنکھون سے دیکھی نہ کانون سنی ✣ زمین مثل لوہے کے
تپ رہی تھی چارون طرف ایک آگ سی لگ رہی تھی آسمان کو بخار چڑہا تھا مانند دخان
کے گرد و غبار چڑہا تھا کنکر پتھر کا بشکل انگارون کے دیکھنا ذرون کا بصورت چنگاریون
کے چمکنا تابش خورشید مین قیامت کی حرارت ✣ شعاع شمس مین انتہا کی حدت
ہر چیز مثل آگ کے جلتی تھی ہوا کی کچھ نہ چلتی تھی بالکل بند تھی گرمی دہ چند تھی اگر کوئی جھونکا
آجاتا شعلہ کیطرح جلا جاتا شعر دہوپ مین نقش قدم تھے گر کسی کے ✣ تن بدن پھنکتا تھا
تلوے جل رہے تھے ✣ ہوا مین خواص نار تھا حرارت کا گرم بازار تھا ہر انسان و حیوان مضطر
تھا وہ وقت بھی نمونہ محشر تھا درخت جھلسے جاتے تھے جانور جھلسے جاتے تھے پرند اپنے تئین آڑ مین پتون کے چھپائے
تھے شدت بیتابی سے مارے گرمی کے پھڑپھڑا رہے تھے دریا جل رہا تھا مچھلیون کا دم نکل رہا
تھا ہرن کانپتے تھے اور جانور زبانین نکالتے تھے صدا ہی زاغ و زغن سے شور العطش پیدا
اور ہانپنے سے جانورون کے شدت تشنگی ہویدا درختون سے مثل آگ کے پھول جھڑتے
تھے مارے پیاس کے حلق مین کانٹے پڑتے تھے گرمی اوسوقت کی لاعلاج تھی ہر شے کو
پانی کی احتیاج تھی حالت اوس یوسف لقا کی تباہ ہوئی غلبہ تشنگی سے پانی کی چاہ ہوئی شور تشنگی
دل داغدار سے جان کے لالے پڑ گئے حدت آہ شرر بار سے زبان مین چھالے پڑ گئے بدن
سنسانے لگا غش پہ غش آنے لگا ضعف از حد بڑہا بیخودی مین یہ شعر پڑہا شعر از تشنگی بر ا...

افسوس خار دارست ✣ گفتن نمیتوانم بے آب حال زارست ✣ یہ حال سنتے ہی... بام
حال کیا پالکی کو نیچے ایک درخت کے رکھوا دیا عین تکلیف مین او... سینے اپنا عجیب
نہ دیکھ سکا اضطراب دلدار دیکھکر ہوش اپنی جان کا نہ رہا دار... سراپا ناز کو بہ چشم نیاز
آب ہوا کہا بھی پیاس سے ہلاک تھے وہ بد نصیب جو... سینہ مین بیتاب ہوا فوراً جھپٹ
...ن بھاگ گئے از بسکہ دشمن بہت جلد ہوئے

تھے جا بجا درختون مین آگ کیطرح لگے ہوئے تھے شعور شریر اس طور سے بیٹھے تھے چھپکر ⁂
کہ جیسے ہو شرر پتھر کے اندر ⁂ اوسوقت کو غنیمت سمجھے مثل باد سموم کے آ پہنچے پالکی جسمین وہ بیہوش
پڑی تھی اوٹھائے گئے گویا دیو کسی پری کو اوڑا لے گئے شعور ادہر کا تو یہ حال تھا جو سنا ⁂ سنو پانی
لانے کا اب ماجرا ⁂ کہ ہم دلسوزی سے آگ مین چلے جاتے تھے مگر پاؤن مثل ریگ ماہی چلے جاتے
تھے پانی کی کوئی سبیل نتھی راہ مین قریب کوئی جھیل نتھی دہوپ مین مفت جان جاتی تھی دور دہوپ
کام نہ آتی تھی زمین ایسی جلتی تھی کہ بس چل نہ سکتا تھا ہر بگولا مانند شعلہ کے دہکتا تھا اوسوقت
چشم عاشق کو بھی تر نہ پاتا تھا کوئی چشمہ انسان وحیوان کو نظر نہ آتا تھا جس کنوئین پر پہونچے اوسے
اندہا دیکھا لب دریا جاکر سوکھا دیکھا مچھلی اس طرح دریا کے اندر جس طرح آگ مین سمندر
طبیعت از حد بیتاب تھی اپنی سی بہت پیروی کی مگر اوس دم سمندر پایاب تھا پانی نہایت نایاب
تھا موہنہ کنوؤن کے خشک ہو رہے تھے سوتے اس غم سے رو رہے تھے ندی مین بجے آب
سے آہ و نالہ تھا لب دریا پر حباب کا چھالا تھا تالابون مین خاک اوڑ رہی تھی جھیلون مین
بجائے پانی آگ بھری تھی اب آگے تاب لکھنے کی کہان ہے زبان قلم شرر فشان ہے تشنہ دہنی کا
قلق ہے قلم کی زبان شق ہے پانی کے لیے صفحۂ قرطاس پر دوڑتا پھرتا ہے آخر ہر بھر کے واسطے
آب مداد کے چاہ دوات مین گرتا ہے یہان مانند چاہ بابل کے بجز دہوئین کے اور کیا
تھا تابش آفتاب قیامت سے موہنہ کالا ہو رہا تھا بالکل پانی نہین ہے اسی سبب سے روانی نہین
ہے اب آگے لکھتا ڈرتا ہون مارے خوف کے زیادہ تحریر نہین کرتا ہون مبادا دہن قلم سے
مثل مار سیاہ کے شرر نکلنے لگے دست کاتب وہی قرطاس جلنے لگے موہنہ کاغذ سپید کا جلکر
سیاہ ہو جاوے چھپ لگانے کو سیاہی نہ پاوے الغرض چارون طرف پانی تلاش کیا آخر مایوس
ہو کر نیچے ایک درخت کے بیٹھ گیا شعور جب نہ پانی ملا تو رونے لگا جان سے ہاتھ
دہونے لگا ⁂ ایسے اندوہ و یاس مین بیٹھا تھا لشکر حزن و ملال سامنے کھڑا تھا جب
اضطراب حد سے بڑھنے لگا یہ شعر عین مایوسی مین پڑھنے لگا شعر اب نہین کٹتا یہ میدان بلا

بدسے خضر بیابان بلا ⁂ دفعتہً ایک مرد فقیر آیا اور مجھسے مفصل احوال ہوا اپنے حال ور
غنچہ دہن کی تشنہ لبی اور اپنی تلاش آب مین بیتابی کا بیان کیا فقیر نے قریب اوس جگہ
کے کہ جہان مین بیٹھا ہوا تھا جھاڑی مین ایک کنوان بتلادیا اوسوقت شکر خدا بجالایا
یہ شعر مسرور ہوکر پڑھنے لگا شعر یار در خانہ و من گرد جہان میگردم ⁂ آب در کوزہ و من تشنہ
دہان میگردم ⁂ اوس فقیر گمنام سے نشان پاکر اوس جھاڑی مین گیا عین ظلمت مین ایک
اندازہ کہ بعینہٖ چشمہ حیات تھا دیکھا ڈول دل کا رشتہ محبت سے چاہ ذقن مین ڈالا یعنی
جس طرح ہوسکا پانی نکالا بعد آب و تاب ڈھونڈکر اوس جگہ آیا یہان کہار اور پالکی کو نہ پایا یہ
دیکھتے ہی لہو خشک ہوگیا مونہہ آنسوؤن سے تر کیا پانی باعث اشک فشانی سر بسر وجہ
پریشانی ہوا وہ جگہ خالی دیکھکر گھبرایا دل خود بخود غم سے بھر آیا آنکھون سے دریا بہایا
پانی کو خاک مین ملایا ہاتھ پاؤن پھول گئے سات پانچ زمانے کی بھول گئے از سر نو مضطر
ہوا دوبارہ بیتاب ہوا چار و ناچار ہر طرف تلاش کرتا تھا جو اس خمسہ بجانتے تھے ایسے شش و پنج
مین مرتا تھا اچھا پانی نے مزہ دکھایا آٹھ آٹھ آنسو مجھے رلایا سوا تنہائی کے اور
کوئی ساتھ نہین بجز بیکسی کے اور کچھ بات نہین حیران و ششدر پھرتا تھا دو دو قدم پر
گرتا تھا یکبیک راستے مین ایک باغ آراستہ نظر پڑا صدمہ دامن محبت منزل کا
وہ چند بڑھا اوس نونہال چمن خوبی کو ڈھونڈھنے لگا اوس گلدستہ گلشن محبوبی کا جویان
ہوا وہان پہلے ہی خزان آچکی تھی بہار اوس گلبدن کی تلاش مین جاچکی تھی سنبل
سودائی گیسوئے عنبرین مین سر بسر پریشان نرگس کسی شوخ چشم کے انتظار مین دیدہ حیران
سوسن محو اشتیاق مین کسی ماہ رو کے سرنگون چنبیلی یاد رخسار آتشین مین کسی گلعذار کے
سبزہ دن لالہ تصور لبہای رنگین مین داغدار سوسن کو کسی حاضر جواب کے شوق گفتگو مین
سکوت کا اقرار غنچے خیال مین کسی غنچہ لب کے پنبہ دہن گل فراق مین کسی جامہ زیب کے چاک
پیرہن بلبلیت پھولون مین ریبکہ وہ بسی تھی ⁂ کلیون کو بھی اس غم مین بیکلی تھی ہاتھون

هنادل لغمہ سنج شاخ گل پہ رنج سے خاموش گویا یاد مین کسی گل گلستان حسن کے از خود فراموش کمین قمریان کسی سرو قامت کی جدائی مین آہ و فغان کرتی تھین بلبلین کسی مقام پر بہزار درد داستان غم بیان کرتی تھین غرضکہ ہر مرغ چمن مصروف آہ وزاری تھا ہر ایک کی زبان حال پر یہ شعر شاعر کا جاری تھا شعر حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد + روی گل سیر ندیدیم بہار آخر شد + نہرین جستجو مین کسی گلدستہ بوستان لطافت کے باحسن روش جاری جوانان سبز پوش چمن تلاش مین اوس نونہال گلستان راحت کے آری پیک صبا تلاش مین سرگرم رفتار سرو آزاد باوصف عذر لنگ ڈھونڈنے کو طیار مگر وہ بلبل باغ نزاکت وہان کہان تھی مثل بوی گل آنکھون سے نہان تھی باغ سارا خالی پڑا تھا ہر شجر واسطے شہادت کے مستعد کھڑا تھا یہ حال دیکھتے ہی اور افسردہ ہوا مثل گل پژمردہ ہوا آخر مایوس ہوکر گھر کو چلا یہ کہتا ہوا اوس باغ سے مانند قسمت برگشتہ ہوا بیت نرگس نے آنکھ پھیر لی بلبل جدا پھری + چلیے اب اس چمن سے کہ یان کی ہوا پھری + راہ مین شام ہوئی یہ داستان بھی تمام ہوئی

سا تو ین داستان راہ مین ملاقات ہونا ایک وکیل صاحب سے اور نالش دائر ہونا ہماری جانب سے فضل حاکم حقیقی شامل حال تھا مقدمہ کا بھی حسب مراد اپنے انفصال ہونا

شعر پلا ساقیا وہ گلابی شراب + نظر آئے جس سے مرا آفتاب + عنایت سے تیری جو مسرور ہون + بڑے لطف سے نشہ مین چور ہون + سناؤن پھر آگے کوئی داستان + کہ خوش ہو وے جس سے دل دوستان + سنے طرز پر آج تحریر ہو + ظرافت سے معمور تقریر ہو + ہر منصف معدلت دستگاہ آگاہ ہو اور ہراین عدالت پناہ کو اشتباہ ہو کہ پیروی سے کسی فریق کے مقدمہ اوسکا سرسبز ہوا نہ کبھی ہوگا بلکہ جو محرر قضا و قدر عدیم المثل نے دفتر اعمال دیکھکر لکھدیا ہی وہی ہوگا خدا آگاہ کہ بندہ ناحق فکر باطل سے دلریش ہوتا ہی خیال فاسد سے عبث پس و پیش مین جان کھوتا ہی قانون الٰہی مین کوئی مختار نہین ہان اپنی ظلم و جبر کا اختیار نہین اپنے مقام پر جو چاہے تجویز کرے نافذ وہی ہی جو حاکم حقیقی حکم دے وجہ ثبوت اس دعوے پر ان اللہ علی کل شیء قدیر ہی اور

جف القلم بما ہو کائن اس قانون پر سند بے نظیر ہے جس حکم پر کتاب خدا ناطق ہے لاریب فیہ دید عینی
کے لائق ہے اب اثر دستخط زبانی کا اظہار سنیے اور شان نشان پیشانی کا اشتہار دیکھیے کہان تو
مین گرفتار رنج والم گھر کو چلا آتا تھا سیکڑون صدمے قدم قدم پر اٹھاتا تھا ناگاہ راہ مین تازہ
واردات ہوئی ایک وکیل صاحب سے ملاقات ہوئی بہت مرد ظریف قوم کے شریف سر دفتر فصاحت
و بلاغت صدر صدور امانت و دیانت ناظر سررشتہ احسان و مروت محافظ دفتر خلق و محبت
سرمنشا نشیان اہل نظر سرچشمہ ناظران علم و ہنر غریب پرور وکیلون کے افسر قانون دانی مین
کامل معاملہ فہمی کے قابل چرب زبان انتہا کے لسان خوش تقریر چست تحریر ملک عدالت
کے ناظم ہم مذہب حاکم حاضر جواب لاجواب مقررون مین لاکلام انتخاب حکام سے گویا اندر لگے
تھے کلہ بکلہ گفتگو کرتے تھے آدمی ذی اختیار تھے اصالتاً خود مختار تھے وکالت کا کام تھا
یہ شغل برای نام تھا علم مجلس خداداد مردم شناسی مین استاد از بسکہ اپنی صورت سوال
تھی بیقراری شاہد حال تھی یہ نقشہ دیکھتے ہی روداد صدمہ جان گئے صورت حال سے کیفیت
معاملہ پہچان گئے پہلے حسب قاعدہ اپنے مکان مین لائے ضابطے مدارات کے ادا فرمائے
جب مجھ خستہ دل کو خاطر خواہ مطمئن پایا تو منشا میرے تردد و ملال کا استفسار فرمایا کہ اس قدر
کیون ہراسان ہے طبیعت اتنی کیون اداس ہے کسلیے یہ صدمہ سہا ہے کس جان جہان کو دل
ڈھونڈ رہا ہے مینے اخفای واردات کو خلاف سمجھکر جواب دیا سب ماجرا و حال مفصل بیان
کیا اولاً انہون نے امور تنقیح طلب کی تحقیق فرمائی تب واسطے کارروائی کے یہ تدبیر بتائی
کہ اب ایسا شخص تلاش کیا جاے جو موافق تعلیم کے عمل مین لائے تمھارا حقیقت مین دگا
ہو پھر عجب کیفیت سے یہ معاملہ دربکار ہوا اسکو مطلوب کا ملازم بنائین چاہتے ہین کہ ایک
درخواست عدالت مین دلوائین چونکہ رات ہوگئی تھی تقدیر اپنی سو گئی تھی اسوقت تعطیل
مناسب سمجھی و نشست برخاست ہوئی جب دیوان سرد مہر ماہتاب بعلت فوجداری کواکب
محبس خفا مین مقید ہوا اور حاکم سرگرم آفتاب نے بحکم خالق عرش و کرسی مسند ظہور پر اجلاس

فرمایا مجھے قید تعطیل سے رہائی پائی سبیل پیروی کی ہاتھ آئی یہان تو ہر جان باز دعوے
محبت کا کرتا تھا بہر صورت اخلاص کا دم بھرتا تھا فوراً یاران بے مثل سے ایک سرفرد کو
ملازم بنایا بجاے سرخط کے عریضہ وکیل صاحب پیش کیا وکیل موصوف نے اس دعوے سے
عرضی لکھی کہ پھر نوبت تحریر ثانی کی نہ پہونچی تمہید بہت چست جوانب پہلو سے درست ہر لفظ
معنی بند ہر فقرہ دلپسند عبارت آرائی کا شمار نہ تھا کوئی حرف بیکار نہ تھا حوالات قانونی جابجا
سکے دلائل و نظائرات ہزار ہا تھے مصرع سفینہ کہ در او بحر بالو دانیست ✤ اختصار کی مہر تھی ایجاز کی
نشانی تھی جب تکمیل سے تحریر کی فراغت کی عدالت چلنے کی ہدایت کی جمیع سب رفیق و یار ہوے
مع وکیل صاحب روانہ دربار ہوے رفتہ رفتہ عدالت مین پہونچے ممدوح حاکم کی خدمت مین
پہونچے اپنے طریق پر صاحب سلامت کی تا دیر ملازمت کی ہمارے دمساز او ہمراز تھے
حقیقت بیان کرنے کے مجاز تھے بہت قصہ کو طول نہ دیا مختصراً ماجرا ضمن ملاقات مین عرض
کیا بروقت سوال خوانی موقع سے عرضی گزرانی حاکم نے از روے قاعدہ کوئی سقم نہ دیکھا
حسب ضابطہ تلاش کا حکم دیا فوراً تعمیل ہونے لگی تلاش مین تعجیل ہونے لگی ادہر دلجمعی
کا بند و بست ہوا ادہر سرکشون کا سر شکست ہوا مسرت سے یہان طبیعت بحال ہوئی ترود
سے وہان زندگی محال ہوئی ادہر سرور سے مست ہوتے اودہر حوصلے پست ہوے شعر
نہ دید است چشم زمانہ بہم ✤ نہ آنگونہ شادی نہ اینگونہ غم ✤ سرور جو دل مین برای نام داخل تھا
خارج ہوا یہ حکم اونکی عیش مین ہارج ہوا شعر دفعتہً ہاتھ پاؤن پھول گئے ✤ عیش باغ جہان
کی بھول گئے ✤ پھل شجر ہاے اعمال کے ریاض محنت سے پاے جنس بیچا سے اوس بلبل
بوستان راحت کے یار آئے شعر جیون ہین قید غم سے رہائی ہوئی ✤ سوے کوتوالی وہ
راہی ہوئی ✤ کچھ دن رہے مانند آفتاب کے برج کوتوالی مین آئی افسر صاحب نے بڑی
عنایت و مہربانی فرمائی وقت کچہری کا باقی نہ تھا اوس روز چالان ملتوی رکھا دوسرے
روز چند ملازمون کو بلایا بعد ترتیب کیفیت یہ حکم اونکو سنایا کہ اس عورت نیک سیرت کے ساتھ

جاؤ عدالت تک پہونچا اور رسید ناظر سے لانا بہت سے آرام سے لیجانا یہ فرما کر رخصت کیا اونہون نے راستہ عدالت کا لیا ہمین تو گھڑی گھڑی کی خبر آتی تھی بیقراری سے جان جاتی تھی جسدم یہ خبر پہونچی ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی بلا توقف کچہری کی راہ لی ایسے حیلے سے ملاقات حاصل کی جسدم آنکھین چار ہوئین سنان غم دونون کے پار ہوئین ادہر ہین چشم پر آب ادہر وہ بیتاب یہان نگاہ حسرت وہان نظر عنایت مین بیقرار وہ بے اختیار اتفاق مین مکان عدالت نظر پڑا اوسی نے یہ شعر پڑھا شعر چھوٹ جاتین غم کے ہاتھون سے جو نکلے دم کہین + خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین + غرضکہ وکیل صاحب بھی آپہونچے ہم بھی عدالت مین جا پہونچے وہان اور ہی ڈہنگ دیکھا رنگ بیرنگ دیکھا اغیار نے حملہ مین دخل کر لیا تھا پیٹ اونکا زر سرخ سے بھر دیا تھا ہر سیاہ بخت مارے غصہ کے لال تھا غیض و غضب سے بے حال تھا جو بات پر بگڑا جاتا تھا سیدھی کیٹی پڑھی سناتا تھا ابھی مین اسی پس و پیش مین تھا ناگاہ مقدمہ پیش ہوا جب اوس غنچہ دہن کا اظہار ہوا ہر شخص درپئے آزار ہوا خوب اشارون مین دھمکایا بہت بہت لوگون نے بہکایا اور سکھایا پڑھایا اور ہو لگی تھی سر محفل مثل شمع کھڑی تھی کچھ کیکی پروا تھی بلا آتش غیض سے جل اوٹھی پھر جو منظور تھا خاطر خواہ لکھایا آنکھ دکھانے والون کو دیدہ و دانستہ پھنسایا گو بڑے بڑے قانون دان کھڑے تھے سب حاکمون کے مونہہ چڑھے تھے بہت سر ٹکرایا بڑا فساد اوٹھایا حوالہ قانون کو ہر دفعہ دیا مگر کچھ حاکم نے لحاظ نہ کیا بہیان پر اوس عورت کے بھی التفات نفرمایا ملازمان سرکاری کو بچایا اور یہی قرین انصاف تھا ورنہ عملے کا محلہ صاف تھا تاہم ایسی چشم نمائی کی کہ عمر بھر یاد رہیگی انجام کار یہ حکم فرمایا خود متخاصمین کو سنایا بیت یہ مرد و شہر سے جلدی بدر ہو + فرد بیت فتنہ دور قمر ہو + جسکے ساتھ چاہے نباہ کرے عاشق کو اپنے کیون تباہ کرے جو لوگ ناحق دعویدار ہین بیحیائی کے طلبگار ہین فوراً اون سے ضمانت پانچ پانچ سو روپے کی لیجائے ہزار کہین ایک نہ سنا جائے یہ مشکل

دیکھتے ہی چہرے سیاہ بختون کے زرد ہو گئے یہ فیصلہ سنتے ہی ہاتھ پاؤن اونکے سرد
ہو گئے زبردستی کام نہ آئی سر رشتہ کجروی کی پائی عقل اونکی خبط ہو گئی مطلع صبر و شکیبائی
منسبط ہو گئی سب مشورے بیکار ہوئے مفت مین زیر بار ہوئے سب لیے دیے ہمارا مقصود
ہوا اونکا دپیچ خیسچ کرنا بے سود ہوا جو جو اونکے مشیر تھے بد تقدیر قابل تدبیر تھے انسانیت
سے معزول ہوس دنیا مین مشغول خدا جانے کیا جانتے تھے حقیقت اپنی نہ پہچانتے تھے
گو معین حریف تھے مگر فی الجملہ شریف تھے ایسی مونہہ کی کھائی ہے وہ بدنامی اوٹھائی ہے کہ بارِ دگر
ایسی جرأت نفرمائینگے طمع کو مین حرف سنائینگے لیکن وہ لوگ جو داخل دفتر ضلالت
ہین ہمہ تن جہالت ہین عیب کو ہنر جانتے ہین نفع کو ضرر جانتے ہین دیوانی باتین اپنی چھوڑینگے
جرائم فوجداری سے مونہہ نہ موڑینگے عجب عجب حرکتین اون سے صادر ہوئین دوران مقدمہ
مین کیا کیا نالشین کین مگر سہل طرح سے طی سب مدارج ہوئے ہمارا اقبال دیکھو اونکے خارج ہوئے

آٹھوین داستان جب فتنہ و فساد سے چھوٹے ہوئے بحکم حاکم آمادہ سفر ہو
افراط و تفریط نہ کی اوسط پور کی راہ لی

اب آگے رہروان عالم محبت و وداد اور مسافران ملک صدق و سداد اسطرح طرف منزل
مقصود کے جاتے ہین اور اس طور پر زبان عجز و نیاز سے شکر افضال منتظم حقیقی اور کارساز
تحقیقی کا بجالاتے ہین کہ اب جائی حیرت ہے اور مقام عبرت ہے کہ کسیطرح امید نہ تھی کہ دولت
شادمانی نصیب ہوگی ندامت قسمت رقیب ہوگی مگر قربان شان پروردگار کہ کیا جلد ختم
روبکاری ہوئی نثار قدرت آفریدگار کہ کسقدر بہ تعجیل مطلب براری ہوئی مصرع بگڑی بنجاتی
ہین جب فضل خدا ہوتا ہے کس زبان سے شکر اوس قاضی الحاجات کا ادا کرون جسکی
عین عنایت سے چشم زدن مین یہ سامان راحت دیکھون شعر ہزار شکر بدرگاہ قادر
جاوید گشگفتہ شد گل راحت بہ بوستان امید یہان چاہتا تھا کہ چند کلمات شکریہ
تحریر کرون مگر قلم سینہ شگاف لکھتا ہے کہ مین عاجز ہون ظاہراً و بزبان ہے کہ مین اہل عظیم

کے لائق کہان ہون حقیقت مین یہ وہ مقام ہی کہ جہان ہر چیز سربسجدہ ہوجاتی ہی ہیبت
عظمت سے قدم آگے نہین بڑہاتی ہی بیت بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش + عذر بدرگاہ
خدا آورد + ورنہ سزاوار خداوندیش + کس نتواند کہ بجا آورد + غرضکہ یہ حکم ہونے سے
عدو رنجور ہوتے اور دوست و آشنا شاد و مسرور ہوتے فوراً سامان سفر کیا حضرت نے
اوسیوقت عذر کیا ایک موضع اوسطپور تھا نہ بہت نزدیک نہ بہت دور تھا دور اندیشی سے
کام لیے سب اسباب ضروری بھیجدیے خیر الامور اوسطہا کا بہانہ ہوا سمت اوسی موضع کے روانہ
ہوا تہوڑی دیر مین منزل مقصود پر جا پہونچا سامان ہر طرح کا مہیا دیکھا جو کہ وہ مکان موجود
تھا ہر قسم کا اسباب موجود تھا تعریف باورچیخانہ ایک طرف باورچیخانہ نعمتون کا ٹھکانا
دیگچے جابجا چڑہے تھے محافظ نگاہبانی کو کھڑے تھے سیکڑون تنور طیار تھے نان پز بہت
ہوشیار تھے ایک سمت کو ہر قسم کی جنس کا انبار ایک طرف طرح طرح کے ظروف کی
بہار باورچی بہت اوستاد تھے خوب خوب ہنر اونھین یاد تھے طرح طرح کے کھانے
پکاتے تھے اپنی اپنی دستکاری دکھاتے تھے کوئی سوختہ جگر کباب لگاتا تھا کوئی جلا بھنا
بریانی پکاتا تھا کوئی چرب زبان مزہ شب دیغ کا چکھاتا تھا کوئی تیز دست روغنی روٹیان
پکاتا تھا کوئی یاقوتی کی کیفیت دکھاتا تھا کوئی برنج شیر برنج پکاتا تھا شعر کرون کیا مین
تعریف اونکی رقم + ہنر مین برابر زیادہ نہ کم + کسی کو کسی پر نہ کچھ فوق تھا + کہ اون مین
ہر اک صاحب ذوق تھا + کسیکی تھی دل خستہ کی اسپہ دال + بناتا ہی کلیجے و پاشیرمال +
بناتا تھا نان خطائی کوئی + خطا اوسنے ہرگز نہ پائی کبھی + سبکدست ایسا کوئی بے نظیر +
کہ مشہور تھی اوسکی نان لبشیر + پکاتا تھا عمدہ متنجن کوئی + پلاو پکاتا مزعفر کوئی + بناتا تھا
بورانی کوئی مستطاب + پکاتا تھا زردہ کوئی لاجواب + مزعفر پکاتا کوئی سرخ فام + مٹھائی کا
اوستاد شیرین کلام + پسندے پکاتا کوئی دل کباب + بناتا کوئی کوفتے لاجواب + کوئی ترش رو
تھا بناتا اچار + وہ شیرین کلامون سے رہتا بچار + کسیکا کسی خاص مین نام تھا + یہی

شہرت عام تھا ❊ مٹھائی مین تھا کوئی طاق تھا ❊ کریلون مین کڑوا بھی مشتاق تھا ❊ تعریف
آبدارخانہ ایک طرف آبدارخانہ تھا پیاسون کی تسکین کا بہانہ تھا گرمی کا ہنگام تھا اسلیے یہان
بڑا اہتمام تھا برف صدہا من دھری تھی صراحی ہزارہا آب سرد سے بھری تھی شورے کا جا بجا
انبار تھا سامان پانی جھلنے کا بھی طیار تھا جاڑے موقع و محل سے جمے ہوتے تھے ملازم ہر
مقام پہ پانی جھلتے تھے دانت کٹکٹاتے تھے جاڑے کا یہ حال تھا مونھ سے بات نکلنا محال
تھا ہاتھ پاؤن اینٹھے جاتے تھے مہتمم افسردہ نظر آتے تھے ہر شخص سست و دربغل تھا آتش پرستی
پر عمل تھا آگ سب سے زیادہ عزیز تھی نیک و بد کی کسکو تمیز تھی دست بپا عالم تصور مین
ہلانا دشوار تھا بے فصل کا جاڑا بہت ناگوار تھا سب معلوم کہ تختہ کشمیر تھا یا کرہ زمہریر تھا ہیبت
بیخ ہوتی تھی حرارت دل زار ❊ ٹھنڈی سانسون کا گرم تھا بازار ❊ سردی نے عجیب ڈھنگ
دکھایا جاڑے نے عجیب رنگ جمایا آفتاب تمام دن چکر لگاتا تھا مگر وہانکی سردی مستعار بہ
عمل نہ پاتا تھا سبحان اللہ عجب سامان تھا جسکو دیکھکر انسان حیران تھا باوجود اسقدر سردی
کے کسیطرح کا نقصان نہ تھا کیونکہ بجز اس مقام کے جاڑے کا کہین نام و نشان نہ تھا جو پیاسا
آتا تھا سیراب ہوجاتا تھا کیا امکان کہ کوئی پیاسا رہجائے شکایت کسیطرح کی زبان پر لائے
ایک کے بدلے مہتمم دو چار تھے آبدار بہت ذہین فہم و ہوشیار تھے علاوہ اسکے ہر طرف رحمت خدا
کی قریب نظر آتی تھی پیاس تو یہ سامان دیکھتے ہی دور ہوجاتی تھی تعریف باغ جب آگے
بڑھا تو خانہ باغ نظر پڑا وہان اور ہی کیفیت دیکھنے سے جسکے دل کو راحت عجب ہو فضا چمن کیا کہنا
بلا کا جوبن کیا ہی مقام بہار تھا کہین گرد تھی نہ غبار تھا صفائی مین مثل حلب طیار خوشبو
مین رشک دہ تاتار جوانان چمن کے بانکپن کا عجب احوال مہندی کی روش سے دل پامال
جدھر دیکھو سبزہ لہلہا رہا ہے ہر مرغ خوش الحان چہچہا رہا ہے فاختہ کی کوکو قمری کی حق سرہو
طاؤس رقص کنان کبک دری کا شور و فغان بلبلون کا ہر سو چہکنا پھولون کا چار و ناطرف
مہکنا داد دہی صنعت پروردگار دکھاتی تھی مولسری سے بھینی خوشبو آتی تھی چنبا کی نکہت کا

زور وشور لایا بخوف خزان خون مین تر ابور ایک طرف کو کیوڑا شاداب ایک سمت پھولا ہوا
گلاب دہن غنچون کا معطر زلف سنبل کی معنبر حوض کہین سرخ و سبز پتھر کی اور کہین سپید سنگ مرمر کی
بھری ہوئی آب صاف سے بہتر دل پر انصاف سے طرز اونکا نیا تھا ماہی جال سب پر بنا تھا
طرح طرح کی مچھلیان پانی مین پڑی تھین بڑی مشکل سے آسانی مین پڑی تھین خوب لبالب
رہی ہوئی گلدستے پر دہرے ہوئے بعضون پر فوارے چھوٹتے تھے خوشنمائی کے مزے
لوٹتے تھے انواع و اقسام کے درخت میوہ دار پھل اونکے نہایت شیرین و خوشگوار باد بہار
ش مین غنچون کے گھونٹتے تھے ہر شاخ و شجر بار ثمر سے جھومتے تھے درخت ہر طرح کے بیشمار پھول
ل اونکے نازک و قطعدار نہ بہت چھوٹے نہ بہت بڑے تھے تھالون مین سیکڑون مین پڑے
تھے روش کی پٹریان جنسے سراسر نزاکت عیان بیچ مین عجب لطف کی نہر تھی جسمین محبت کی لہر
ی اچھی سبیل صفائی ہاتھ آئی اوس سے باغ نے آبرو پائی بطین کسی جا پیرتی تھین مرغابیان
و تھین کہین پانی مین بہت زور تھا شیرین ہونے کا شور تھا بہت بڑہ کے گھاٹ سینہ
ے مردم عین مسرت مین نہار ہے تھے قرینے سے ایک مقام پر کنوان تھا گویا چشم چشمہ
ان تھا اوسکا ڈھنگ ہی اور تھا چاہ کا دور دورہ تھا عجب محبت کی تاثیر کرتا تھا ہر شخص
سکا پانی بھرتا تھا عشق بیٹھے خود بخود اینٹھے جاتے تھے سرو اپنا سیدھا پن دکھاتے تھے
ن تماشای قدرت مین حیران سنبل کسی وجہ سے سر بسر پریشان پھول فصل بہاری سے
ران غنچون کی صورت سے تبسم عیان ہر شجر کو نہال پاتا تھا پھول اپنے جامہ مین پھولا
اتا تھا پتون پر قطرے شبنم کے پڑے تھے بازمرد پر موتی جڑے تھے جابجا قرینے کا سبزہ
تھا چمن مین بہار کا خوب رنگ جما تھا اسقدر مسرت و خوشبو سے دل و دماغ سیر کر لیتا
جاتا تھا کہ پھر رنج و خیال فاسد کہین جگہ نپاتا تھا جب یہ سامان نظر آیا اپنے تئین ہوش
مین نہ پایا سارے غم دنیا کے بھول گئے مارے خوشی کے پھول گئے شمیم گلہای چمن سے
طبیعت کو تسلیم کیا یہ قول امیر اللہ صاحب کا تسلیم کیا اشعار نظر آیا عجب سامان گلشن ہو

ہوش وخرد قربانِ گلشن ✤ نگہ جس نخل پہ پہونچی نہ سرکی ✤ نہ پائی شوق نے فرصت سفر
کی ✤ گلون کے عارضِ رنگین جو بھائے ✤ پکارا دل کہ ٹھہرو ہم بھی سکتے ✤ ثمر کو سجدے مین
اُفتادگی تھی ✤ درختون مین مسلمان زادگی تھی ✤ تعریف مکان صدر مین ایک مکان
بہت ہوادار عالیشان نقشہ اوسکا قدرت معمار ازل سے اس طرح کھینچا کہ کوئی درجہ خوبی کا باقی
نہ با عام پسند مثل ہمت بلند ہر درجہ کس مرتبہ خوشنما تھا کسقدر وہ مکان پر فضا تھا سنگ مرمر
کا چونا پھرا تھا حال صفائی کا آئینہ ہو رہا تھا اس صنعت سے مینا کاری کہ مانی وبہزاد دونون
عاری اوس صفائی پر لطف بیل بوٹے کا پڑا تھا گویا آئینہ پر عکس چمن پڑا تھا حقا کہ کیفیت اوسکی
عقل تماشائیون کی کھوتی تھی نظر ہر دم سیر چشم کی سیر نہوتی تھی شعر زہے صفای عمارت کہ در
تماشایش ✤ بدیدہ باز نگردد نگاہ از دیوار ✤ نقوش ماہی مراتب دروازون کے بڑہا رہے
تھے پر کالے جوڑیون کے خوبصورتی دکھا رہے تھے ہر طاق چشمک ابروی حسینان مین طاق
ہر روزن دیوار ہمچشم چشم عشاق محل وموقع سے طرح طرح کا فرش پر تکلف بچھا تحفہ تحفہ
شیشہ آلات بہزار زیب وزینت لگا ہوا پنکھے ہوا خواہی سے بنے تھے مثل پریون سے چل رہے
تھے آئینے عجب آئین سے لگائے جنھون نے مدارج مکان کے بڑہائے قد آدم سے بڑے
تھے یا وہین خود بتون کے کھڑے تھے چھتون کا عالم نرالا تھا مرتبہ اونکا دوبالا تھا ایک
درجہ بہت خوبصورت تھا وہی مکان خلوت تھا وہان ایک پلنگ مرصع بچھا ہوا اوقچہ زربفت
کا کھنچا ہوا تکیے اپنی اپنی جگہ دہرے تھے نزاکت ونرمی سے بھرے تھے پائنتے سپید دوپٹہ
آب رواں کا جیسے بیساختہ سایہ مہتاب کا گمان تھا آنکھون پر تمام دروازون کے پردے
تمامی کے پڑے تھے دربان قاعدے سے جابجا کھڑے تھے بیت بہشت آنجا کہ آزارے
نباشد ✤ کسی را با کسے کارے نباشد ✤ غرضکہ سر ودر سیر مکانات سے جب دلکو معمور کر چکا اور
کیفیت باغ سے طبیعت کو مسرور کر چکا طیار سب سامان معقول ہوا دعوت احبا مین مشغول ہوا مجھے
تو شربت وصل کا اشتیاق تھا خورد ونوش بالای طاق تھا مینے بہت انکار کیا گر دوستون

نے نہایت اصرار کیا خاطر اونکی منظور تھی دل شکنی پاسداری سے دور تھی بپاس خاطر تھوڑا
سا کھانا کھا لیا بہت سا شکر خدا ادا کیا جب اس امر سے بھی فراغت ہوئی تو بیقراری
دل کی از حد بڑہی اشتیاق ہوا کہ روز فراق گزر جائے اب کہین شب وصال جلد بجا
آئے مدت سے فرقت ستاتی ہے شب اول ہر روز یاد آتی ہے انتظار شب مین طبیعت
گھبرانے لگی گھڑی گھڑی دل پر چوٹ لگانے لگی جتنا دن کم ہوتا جاتا تھا اوتنا اضطرار
اوتنا اضطراب کو زیادہ پاتا تھا شعر وعدۂ وصل چون شود نزدیک * آتش شوق تیز تر گردد

نوین داستان عیش وطرب نصیب ہونا محو دیدار حبیب ہونا آب زلال وصال سے آتش فراق کو بجھانا دمبدم زندگی کے مزے اوڑھانا بعد چندے کے وطن آنا سپطر حکی تقویت پانا

شعر کدھر ہے تو اے ساقی باکرم * ہے مشہور عالم مین تیرا کرم * صراحی بنا کر دن حور کی * کہ جسمین ہووے بھری نور کی * صراحی کوئی نور کی لا شتاب * پیالہ ہو جسکے لیے آفتاب * بنا شیشہ لا قلب مسرور کا * پیالہ بنا چشم مخمور کا * پلانا ہو جتنی پلا جام مے * کہ آگئے تو پھر وصل معشوق ہے *
غرضکہ خدا خدا کرکے شام ہوئی حجت قیاسی تمام ہوئی نوبتی نے رات کی نوبت بجائی فلک
نے خوشخبری وصال کی سنائی سرخی مشرق کی معدوم ہوئی ہر سمت نماز مغرب کی دہوم
ہوئی موذن مصروف اذان ہوئے محو عبادت سب خرد و کلان ہوئے مسجدون
مین صدای اللہ اکبر بلند ہوئی شہرت اسلام کی دوچند ہوئی دونون وقت ملنے لگے پتے
درختون کے وجد مین ہلنے لگے شاخین درختون کی یاد الٰہی مین جھومنے لگین قمریان
گرد مینار سرو کے گھومنے لگین جب کہ شام ہوئی دن تمام ہوا درختون پر جانورون کا اژدہام
ہوا اپنی اپنی بولی بولنے لگے زبان حال ثنا الٰہی مین کھولنے لگے خوشبو کی بڑہی سب نے
تسبیح درود کی پڑہی سیاہی شب کی بڑہنے لگی بلبل ہزار زبان سے نادعلی پڑہنے
لگی تعریف روشنی ہر سو روشنی کا انتظام ہوا اوس رات کے دن ہونے کا اہتمام ہوا

چراغون کی عجب بہار تھی نقرہ پنجشاخون کی سراسر قطار تھی فانوسین باغ کی دور سے جگنو
کی طرح چمک رہی تھین لالٹینین ماہتابی کے مانند ستارون کی جھلک رہی تھین شیشیان
رشک سے ایک دوسرے کی جلتی تھین پروانون کی جانین نکلتی تھین کسی طرف گلاس نگار رنگ
روشن تھے کسی جگہ کنول زیب دہ انجمن تھے جھاڑ کا بہت عمدہ ساز تھا جسکے ہر کنول کا عجب
انداز تھا دیکھنے سے کنول آدمی کا تازہ ہوتا تھا سرور دل کو بے اندازہ ہوتا تھا ہر اک یکتاے
روزگار تھا انتظام پر روشنی کے عقد ثریا نثار تھا مردنگیون کے عجب رنگ تھے ہوش
تماشائیون کے دنگ تھے ہانڈیون کی ضیا سے قندیل ماہتاب چراغ صبح معلوم ہوتی
تھی کثرت چراغان سے روشنی چشم ہای کواکب کی موہوم ہوتی تھی ہر شمع کو ایک ہی لو لگی
تھی خاموش کھڑی ہوئی جل رہی تھی ہوا سے بیر بندھا تھا یہ تماشا سب سے جدا تھا اسکا جلنا
اسکا جلنا وہ تند خو یہ شعلہ رو وہ ڈھیٹ یہ جانگداز وہ چالاک یہ بیباک وہ بے زبان یہ چرب
زبان وہ نہان یہ عیان وہ موہوم یہ معلوم ہر شمع جانتی تھی کہ مین شعلہ بناؤن ہوا کو ہوس
تھی کہ مین اسکو بجھاؤن مگر جلن سے قریب نہ آتی تھی الگ سے نونک جھونک کر جاتی
تھی شمع جھلانے مین چال کرتی تھی + دور سے اشتعال کرتی تھی + ضو مشعل سے روے
ماہتاب پر ہوائیان چھوٹتی تھین آنکھین سیارہ ہای فلک کی مرے سیر کے لوٹتی تھین کافور
اور روغن ناریل کا صرف بیگمان تھا جس سے کہین گرمی تھی نہ دھوان تھا ہر بام مشعل
طور تھا ہر مقام نور علی نور تھا جو کہ بہت دن سے وصل کی امیدواری تھی شب کے آنے کی
انتظاری تھی ادھر بتی چراغ مین پڑی ادھر جان دل پر داغ مین پڑی سمجھی کہ اب صید
مطلب کا دام حصول مین اگر چھوٹنا دشوار ہے پھر تھوڑی دیر کے لیے اسقدر جلدی بیکار ہے
دوست قدآشنا جو بہت خوش مذاق تھے سب کے سب لطیفہ گوئی مین طاق تھے راز
دلی جانتے تھے اسرار قلبی پہچانتے تھے پہلے تذکرے ادہر ادہر کے رہے آخر بالاتفاق
سب طالب رخصت ہوے مین تو پہلے ہی سے چاہتا تھا فقط وضعداری نباہتا تھا

بیساختہ کہا بسم اللہ تشریف لیجایے بے تکلفی مین تکلیف نہ اوٹھایے شب بیداری سے
برا حال ہے ناسازی طبیعت کا خیال ہے ایسا نہو کہ بیٹھے بٹھاے کوئی راگ لاتے خدا نخواستہ
کچھ بیمار ہو جاے بہت غافل ز احتیاط نفس یکنفس مباش ؛ شاید ہمین نفس نفس واپسین
بود ؛ دیدہ و دانستہ جبر اختیار کرنا بیہودہ ہے خواہش تم سبکی عین مقصود ہے مین سراسیمہ ہکی سونے کا
اہتمام کرون تھوڑی دیر جاکر آرام کرون نیند جھوم جھوم کے آرہی ہے آنکھون مین پاؤن پھیلا رہی
ہے درخواست اسکی بھی منظور ہو جاے کسل راہ کی بھی دور ہو جاے سب نے قول میر تسلیم
کیا بالاتفاق یہ مصرعہ پڑہا مصرع صلاح ما ہمہ آنست کان صلاح شماست ؛ الغرض ہر یار وفادار
اپنے اپنے بستر پر گیا اور مین سب سے رخصت ہو کر مکان کے اندر گیا دیکھا کہ وہ عروس پسند
چیز زیب پیے تکلف تمام بیٹھی ہے ہمہ خواص خاص دست بستہ اپنے اپنے مقام پر کھڑی ہے وصل کا نقشا
قریب نظر آیا فوراً دل کی طرح زیب پہلو بنایا مصیبتین گذشتہ یاد آئین ایک نے دوسرے کو
سنائین دونون زار زار رونے لگے رومال پر رومال بھگونے لگے آخر سمجھایا کہ خوشی
مین خلل ہوتا ہے دیکھو پھر رنج کا عمل ہوتا ہے گذشتہ را صلواۃ کل کی بات کل کے ساتھ
آج اسباب امر ماضی سے درگذر کرو فی الحال سامان حال پر نظر کرو بہت حصول تذکرۂ صحبت
گذشتہ سے ؛ تمہین بھی رنج ہمین بھی ملال ہوتا ہے ؛ بعد اس گفتگو کے آنسو پونچھے دل کو فرحت
ہوئی مسرت خاطر کے لیے عجب کیفیت ہوئی دونون کو نشاء شوق کا چھڑا ہوا آنکھون مین
نیند کا خمار بھرا ہوا اگر خوشبو عطر فتنہ کی جگاتی تھی مہک پھولون کی شگفتگی بڑھاتی تھی گل تمنا
کھلا ہوا دل دونون کا ملا ہوا مکان خوشبو سے معطر آگے جانے والون سے بیخطر انسان کا
وہان نام نتھا طائر وہم و قیاس کا کام نتھا شرم و حیا بھی موقع سے آئی تھی سیدھی اونہین
کے پاس جاتی تھی جو کہ دل ایک مدت سے دیوانہ تھا مشتاق وصل جانانہ تھا جب اس شکل
سے نصیب بیدار ہوا ہزار جان سے نثار ہوا پھر طبیعت کب مانتی تھی جا و بیجا کب پہچانتی تھی
فوراً مسند سے اونہین اوٹھایا ہاتھ پکڑے ہوے پلنگ پر آیا خلوت کا جلوہ سوا ہونے لگا

آپسمین خلا ملا ہونے لگا مکان سب طرف سے بند پایا خوب دل کھولکر گلے لگایا وصل کی جو پہلی
شب تھی حالت اوس گل اندام کی عجیب تھی دل دہڑکتا تھا مرغ بسمل کیطرح پھڑکتا تھا ڈر سے رخسار دونوں زرد نرم
گرم ہاتھ پاؤن سرد دہر لحظہ خوف بڑہنے مونہہ اوترا دم چڑہنے لگا طرح طرح کا خیال تھا خوف سے
عجیب حال تھا نام وصال سے دل دہلتا تھا کلیجہ دو دو ہاتھ اوچھلتا تھا پھول کی طرح کھلا
گئی دل مین دہشت سما گئی ہیبت پانی پانی تھا دل جو سینے مین تپن بدن ڈوبا تھا پسینے مین +
پنڈلیون مین تھرتھری تھی چتونون مین شوخی بھری تھی اپنی سی کیے جاتی تھی جواب تڑاق پڑاق
دیے جاتی تھی طبیعت کو خوب سنبھالا رکھائی کا یہ طرز نکالا جرأت بڑہائی تیوری چڑہائی ہیبت
بولی سنتے ہو سو رہو اسدم + رات بھی باقی ہی نہایت کم + نیند کے مارے ہی برا احوال تمکو
ہی اس گھڑی کچھ اور خیال + پنڈا چھکتا ہی درد سر بھی ہی + کچھ کسیکی تمھین خبر بھی ہی + گر کہونگی
تو پھر خفا ہوگے + اپنے مطلب کے آشنا ہوگے + تمکو کیا گر کوئی ہوا بیمار + پر نکلجای اپنے دل کا
بخار + اوسنے جب اس طرح سے باتین کین + پینے سو سو طرح سے گھاتین کین + ہاتھ جوڑے کہ
جان جاتی ہی + دیر تھوڑی بہت ستاتی ہی + گو کہ منت بھی کی سماجت کی + پر وہ راضی نہونا تھی
نہوئی + ہنسکے کہنے لگی اجارا ہی + دل ہمارا بھی یا تمھارا ہی + اپنا سا حال اورکا جانو + دیکھو مجھے
مین سو رہو مانو + تمکو ضد ہی تو اچھا یونہین سہی + مانتی بھی تو اب نمانون گی + ایسی باتین مجھے
نہین مرغوب + کچھ عجیب چڑہ ہی واہ واہ کیا خوب + ہم کہین بھاگ تو نہ جاتینگے + آج پر کیا ہی
کل سمجھ لینگے + تم مزہ نیند کا بھی کھوتے ہو + سونے دیتے ہو اور نہ سوتے ہو + دل برا
کرنے سے بھلا حاصل + ہم بھی گر ضد کرین تو کیا حاصل + گہ بسوری کہ دیکھو روتی ہون +
کبھی بولی کہ مین تو سوتی ہون + کبھی کہنا ہمارا طوا لکھاسی + جو ہمین اب بری طرح سے ستاتا ہی + آخر
جب خوشامد بیکار پائی بہانا تھا پانی کا نوبت آئی ہر ادا اوسوقت غضب کی تھی مچھلی کیطرح تڑپتی
تھی دہینگا مشتی مین ہانپنا دمبدم سینہ ڈھانپنا باتون مین کبھی مسکرا دینا کبھی آنچل سے مونہہ
چھپا لینا کبھی توسسکیان بھرتی تھی کبھی طرح طرح کی شوخیان کرتی تھی سر ورین کبھی لپٹ جاتا

شرم سے کبھی ہٹ جاتا ہین تو اسی دن کے لیے مرتا تھا ہزارون تدبیرین کرتا تھا اشتیاق
کمال تھا ہر گھڑی یہی خیال تھا ان باتون نے اور دیوانہ کر دیا پیمانۂ ضبط کو لبریز بھر دیا دونا
شوق وصال ہوا اچھی طرح جڑا حال ہوا پھر تو بیتاب ہو کر پیار کیا خوب جی بھر کے بوس وکنار کیا
شعر خوف سے زرد تھے جو رخسارے ✢ بوسون نے سرخ کر دیے سارے ✢ اوسکا بھی عین شباب
تھا حقیقت مین شرم وحیا کا جواب تھا مگر کچھ شوخی تھی کچھ لگاوٹ بھی بنا اس بگڑنے کی بناوٹ بھی تھی شرم وحیا بھی ہونے لگی
سانس پھولنے لگی دریای جوانی جوش مین آیا آخر دل اوسکا بھی لہرایا دفعتہ نشے کی آنکھین چڑھ گئین
از خود باہین میری طرف بڑھ گئین باہم ہم آغوش ہو گئے خیال دنیا بھر کے فراموش ہو گئے شعر
مین تھا یا وہ مکان کے اندر ✢ پھر تو جامہ سے ہو گئی باہر ✢ ناک بھون جب بھی وہ چڑھاتی رہی ✢
باتین بگڑی ہوئی بناتی رہی ✢ چٹکیان لیکے گدگدی بھی کی ہونیوالی جو بات تھی وہ ہوئی غنچہ بستہ
جب شگفتہ ہوا ✢ مین بھی تب خوب کھلکھلا کے ہنسا ✢ پھر تو اوسکو پسینا آنے لگا ✢ تن بدن سارا
سنسنانے لگا ✢ درد سے ہاتھ پاؤن ڈھیلے ہوئے ✢ لب جو تھے لعل سے وہ نیلے ہوئے ✢
پہلے تکلیف بیشمار رہی ✢ کیا کہون کیسی بیقرار رہی ✢ پھر تو دلکو عجب سرور رہا ✢ لذت تازہ کا
وفور رہا ✢ لطف سے گو کہ جان جاتی تھی ✢ لذتین سیکڑون اوٹھاتی تھی ✢ اپنی باتین بگڑ کر چھپاتی تھی
کچھ ادا سے مونہہ موڑتی تھی ✢ درد کے مارے کانپتی تھی کبھی ✢ ہاتھون سے مونہہ کو ڈھانپتی تھی
کبھی گدگدا کے ستاتی تھی ✢ کبھی آسیب سے ڈراتی تھی ✢ کیا مرے پیچھے پڑ گیا ہے تو ✢
پاؤن کا تھا چڑھ گیا ہے ✢ نہین بھاتین یہ گرمیان تیری ✢ ٹھنڈی ہوتی ہین چوڑیان میری
کبھی ہاتھ تھے کو اپنے کوٹتی تھی ✢ بس مین بیڈ سے کے چھوٹتی تھی ✢ مگر یہ سب بند وبست ظاہری
بیسود تھا دشمن تو در پردہ موجود تھا الغرض ہر طرح کے آرام پاتے خوب وصل کے مزے
اوڑاتے ابھی شناور بحر الفت محو شنا ورہی تھا اور غواص دریای محبت سرگرم غواصی تھا
ناگاہ تلاطم کا زور ہوا باڑھ کے آنے کا شور ہوا سلامتی غیر ممکن نظر آئی ہر لہر ڈوبنے کی خبر لائی ہاتھ
پاؤن پھول گئے سب مزے پیرنے کے بھول گئے جان کے لالے پڑے بیسوائی صدقے کی

پالے بڑے کنارے فاصلے پر نظر آیا بجز خون جگر کھانے کے کچھ بنا یا جال سے اوسکے
کچھ نہ نکلتا تھا بغیر لیے دیے کام نہ چلتا تھا مجبور ہو کر مونہہ اوسکا موتیوں سے بھر دیا جیسی
تشنہ تھی ویساہی سیراب کر دیا وہ تو ایک تصور کا اہتمام تھا امورات ظنی کا انتظام تھا
جب چلتے یہ تلاطم معدوم ہو گیا طلسم ہوتا اوسکا معلوم ہو گیا فوراً افسردہ کنارے پر آئے
خوب عرق انفعال مین نہائے پھر تو دونون بیہوش ہو گئے از خود فراموش ہو گئی جی نڈھال نیند کا عجب احوال
آنکھہ دیدہ و دانستہ بند ہوئی جاتی تھی غنودگی خود بخود چلی آتی تھی آخر لیٹ کر سو رہے دونون
خاموش ہو رہے ایسے غافل ہوئے کہ کروٹ بھی نہ لی دوپہر بجے آنکھہ کھلی خط شب گذشتہ
یاد آتے مین ہنا وہ شب ماہ سے بس اسیطرح عیش و عشرت مین بسر تھی کیفیت وصال از سحر تا سحر
تھی عجب خوشی کی بات تھی دن عید تھا رات شب برات تھی زندگی سے کیفیت پانے لگے
زیست کے مزے اوٹھانے لگے ہر وقت یار اپنے پاس تھا پھر نہ کچھ اندیشہ تھا نہ وسواس
تھا مگر جب کبھی خیال عزیز دن کا آتا تھا دل وطن جانے کو امڈا آتا تھا بہت تھا یا کم تھا جو کچھہ
تھا یہ غم تھا غرضکہ جب اوسط پور مین حد سے زیادہ گھبرایا دل مین یہ خیال آیا کہ وطن سے
دور رہنا در غربت سہنا تردد کی نشانی موجب پریشانی تھی خدا جانے کون وقت کیسا ہی
کیسا نہین اعزا اقریب سے دور رہنا اچھا نہین گو یہان سب طرح کا مفاد ہی وہان گو نہ
خیال فساد ہی مگر جو لوگ ملک غربت مین رہ گئے ہین وہ راست یہ قول کہہ گئے ہین بیت حب
وطن از ملک سلیمان خوشتر ✦ خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر ✦ یوسف کہ بمصر بادشاہی میکرد
میگفت گدا بودن کنعان خوشتر ✦ یان اجازت حاکم کی ضرور ہی نہ خیال کیا اسکا قصور ہی یہ
صلاح دلکی پسند ہوئی طبیعت بہت خرسند ہوئی ایک صاحب کہ مختار قدیمی تھے میرے مخلص
صمیمی تھے سوال بغرض حصول اجازت لکھدیا اور جانب شہر بتعجیل روانہ کیا وہ تو اپنے فن
کے اوستاد تھے ایسے بہت ہتکھنڈے یاد تھے وقت پہ پہونچکر عدالت مین سوال دیا حکمت عملی
سے حکم مناسب لیا جب یہ خبر اوسط پور مین آئی فرحت تازہ دل مسرورین آئی یہان تو سب

سامان طیار تھا پھر توقف بیکار تھا دوسرے روز وطن کو روانہ ہوا پھر دون کا راستہ گھڑیون مین طے کیا آخر یہ طی منازل اپنے مکان پر پہونچا وہان سب عزیزون کو خوش و خرم دیکھا دوست و آشنا ملاقات کو آئے سب کے سب سجدے شکرگزاری کے بجا لائے صدقے پر صدقے اوترنے لگا مبارک سلامت کا غل ہر شخص کرنے لگا پھر تو دنون کو چین راتون کو آرام تھا

اسی بات پر قصہ تمام تھا ❊

خاتمے مین سبب تالیف داستان اور اپنی بیچارگی کا بیان

شعر لکھا جبکہ خامے نے لفظ تمام ❊ ہوا دل پہ اندوہ کا ازدحام ❊ کہون کیا کہ دل کیسا برہم ہوا ❊ نہایت خوشی تھی مگر غم ہوا ❊ یعنی عجیب وقت نالہ و فریاد آیا کہ وہ دوست باوفا یاد آیا جسنے طبیعت کی آزمایش کی اسکے لکھنے کی فرمایش کی ہمہ تن اوصاف سراپا انصاف بہت لیق نہایت خلیق رئیس خاندانی شریف دودمانی مخلص باصفا مخزن الطاف معدن اعطاف مصدر مروت مظہر محبت مجمع صداقت منبع سخاوت طبیعت بہت بلند انتہا کی جودت پسند حقیقت مین جوان حسین ستودہ صفات پابند صوم و صلواۃ ہمہ دان خوش بیان جناب وسط علیخان اسکنہ اللہ فی الجنان تحصیل علم مین مصروف اس فعل مین بھی معروف کتب بینی کا شوق شاعری کا ذوق دقت کی طرف نجاتے تھے روزمرہ فرماتے تھے کلام بہت صاف تھا حقیقت مین لائق اوصاف تھا غرض ہر ایک فن تھوڑا تھوڑا جانتے تھے حقیقت آدمیت کی پہچانتے تھے آدمی یار باش ہر حال مین بشاش مجھسے بہت محبت تھی واقع مین کمال خصوصیت تھی دوری دم بھر کی گوارا نفرماتے تھے نہایت تپاک سے پیش آتے تھے مگر حیف بر کجروی سپہر کجرفتار و جفاکاری فلک ستم شعار کہ ابتدا اس قصہ کی بحالت حیات مرحوم ہوئی لیکن زمانے نے اتنی فرصت نہ دی کہ یہ ویرواد انکے ختم ہوجا تا مین نتیجہ اپنی محبت کا اوٹھاتا جب نصف سے زیادہ لکھ چکا قضارا انکو پیام اجل کا پہونچا بیت عیش دنیا بر البقاء نیست دیدی غنچہ را ❊ یک تبسم کرد و عمرے در پریشانی گزشت ❊ حرارت روزمرہ کے لئے لگی طاقت و توانائی آنکے ساتھ جاتی

ابھی حرارت نے مفارقت نکی تھی کہ دفعۃً کھانسی کی شدت ہوئی کہ پھیپھڑون درم ہوگیا یہ اور ستم ہوگیا جب امراض متضادہ جمع ہوگئے پھر تو اطبا کے ہوش و حواس کھوگئے ظاہر ان عارضون کا تام تھا باطن مین موت کا پیام تھا عزیزون کا حق بجانب تھا بہت گھبرائے مگر وہ ثابت قدمی سے شکایت زبان پر نہ لائے کو تکلیف بیشمار تھی ایک کی جگہ ہزار تھی نہین معلوم کیا موت کا اشتیاق تھا کہ اونہین کراہنا بھی شاق تھا جتنی مرض مین ترقی پاتی تھی اوتنا شکر خدا بجالاتے تھے آخر کو راتون کی نیند جانے لگی شدت کھانسی کی بہت ستانے لگی بلغم کا زور تنفس کا شور درد سر سے برا حال بات کرنا محال نشست و برخاست سے مجبور چلنے پھرنے سے معذور ساماں موت پیش نظر حال طبیعت کا فوعد گ صدمہ سدھی کمال ناتوانی سے دل نڈھال یاس کا ہنگام بے بسی کا مقام نئی طرح کی صورت تھی عجب طرح کی مصیبت تھی با جرا سخت جراوقت تکلیف شدید علاج غیر مفید حالت ردی نظر آتی تھی کوئی تدبیر پیش نہ جاتی تھی معالج سخت حیران تھے اطبا بہت پریشان تھے سچ ہے کہ مرض الموت سے آدمی لاچار ہوتا ہے قضا کے آگے ہر قضیہ بیکار ہوتا ہے بیت عارضے کو موت کے کوئی دوا بھاتی نہین ✤ جب قضا آتی تو پھر ٹالے سے ٹل جاتی نہین ✤ آخر کو شدت عوارض نے کام تمام کیا موت نے آکر اسلام کیا ماہ مبارک مین انتقال کیا عزیزون کو مفارقت کا ملال دیا شعر صدمے اوٹھائے درد کے اوٹھے جہان تلک ✤ انسان تھک تھک گئے آخر کہان تلک ✤ پھر تو ایک قیامت ہوئی اقربا کی عجیب حالت ہوئی دوست و آشنا دہاڑین مار کر روتے تھے جان اپنی اس سانحۂ عظیم مین کھوتے تھے اب دل سینہ مین بیتاب ہے آتش غم و الم سے جگر کباب ہے اسباب رنج و محن اور ساماں دفن و کفن وہ آخری سواری اعزا کی بیقراری چاہتا تھا کہ لکھون مگر درد دل سے مجبور اور جوش بکا سے معذور ہون بیت قلم بر داشتم از ناصبوری ✤ کہ شرح این دل پرخون نویسم ✤ ولی زین قصۂ دلسوز و جانکاہ ✤ قلم لرزید و گفتہ چون نویسم ✤ لہذا خدمت مین تمام سامعین پر تمکین با اوصاف اور سب ناظرین حقیقت بین سراپا انصاف کے یہ حقیر سراپا تقصیر

محض ہیچمدان محمد حسن عسکری خان ساکن محلہ دریا آباد منمحلات بلدۂ الہ آباد
عرض کرتا ہی مصرع گر قبول افتد زہے عز و شرف * کہ اول تو مجھے محاورہ پر غرہ نہیں دعوے
روزمرہ نہیں نہ ادعای خوش بیانی نہ اقبال چرب زبانی طبیعت موزون نہیں کوئی عالی
مضمون نہیں دوسرے یہ قصہ کوئی عمدہ فسانہ نہیں بلکہ وہ قضیہ ہی جسکا ٹھکانہ نہیں نہ کوئی عجیب
داستان نہ کچھ دلگی کا بیان بلکہ ایک حکایت معلوم بفر الیش اوسط علیخان صاحب
مرحوم چند اوراق پر قلمبند کی ہی یہ نشانی اونکی پسند کی ہی ہرچند کہ بعد ترتیب اس مجموں
مرغوب کے اور بعد طیاری اس نسخۂ مفرح القلوب کے خدمت فیضدرجت حکمت مآب صداقت
انتساب ارسطو فطرت فلاطون منزلت جالینوس زمان مسیحای دوران ہوش ربای معلم اول
حل کنندۂ عقدۂ مالاینحل کاشف دقائق ارواح و انفاس واقف حقائق ہوش و حواس
رافع علل روحانی دافع امراض جسمانی معدل اخلاط تجربہ کاری مخرب بنای اقسام بیماری
شارح قانون علاج ماہر قواعد مزاج حکیم حاذق نتیجہ علم منطق عنصر مزاج حکمت مزاج عنصر طبیعت
اعتدال بخش طبیعت دوا نبض شناس دست شفا حساب دان ضروریات ستۂ اربع عناصر حواس خمسہ
مجمع فضائل منبع فواضل جناب حکیم سید فدا حسین خان سلمہ الرحمان میں کہ فی زماننا رای
خاکسار اور فہم کمترین روزگار میں قطع نظر علم معقول اور منقول کے چشم بد دور سحر نگاری
مشتاق اور محاورہ دانی میں یگانۂ آفاق فروغ بخش سخنہای نمکین حسن آرای کلام شیرین گویائی
زبان سخن فرحت افزای دل و جان سخن فرمانروای ملک معانی شہریار اقلیم سخندانی سر حلقۂ نکتہ پرداز
معنی کوش سرگروہ دانشوران ہنر نیوش مسند آرای بزم نثاری فرازندۂ علم سحر نگاری وحید
مشرقین سعید کونین جمیل الشیم عمیم الکرم خوش بیان شیرین زبان مصدر حسنات مظہر کمالات ہر کمال
کے تمام و کمال واقفکار جمیع فنون میں مستثنای روزگار ہیں برای مشورہ و اصلاح حاضر کیا
جناب مجتشم الیہ نے بکمال توجہ و عنایت صفحۂ اولہ الی آخرہ بنظر اصلاح دیکھ لیا بعد اسکے احتیاطاً
چمن پیرای گلشن فصاحت و انجمن آرای بزم بلاغت جناب مستطاب مستغنی عن الالقاب معلی

جود وکرم مخزن اقبال وحشم جامع مروت واخلاق مجمع عنایت واشفاق مردمک دیدۂ اہل
مردم شناس روح باصرہ چشمہای ہوش وحواس عالی خاندان عمیم الامتنان سرمنشی گلفشان
زبان جناب منشی محمد کاظم حسین خان کے جلسہ مین کہ وہان اکثر یکتای جہان وحید دوران
شعرا شہر اور فصحا دہر تشریف لاتے ہین شغل شعر وسخن سے دل بہلاتے ہین منجملہ اونکے ایک قدر
جوہر شناس فن سخندانی چمن آرای گلزار معانی ناظم سررشتۂ نظم ونثر سردفتر فصیحان عصر ماہر
باکمال شاعر بیمثال خان عالیشان جناب محمد عبد الغفور خان صاحب علم وہنر متخلص بہ شہر
اور سرمنشار نکتہ پردازان فصاحت اندیش وسرحلقۂ سخن پروران بلاغت کیش پایۂ سنج سخن سخنوران
شائستہ کلام فصیح بیان ماہر علوم شاعر گرامی جناب شیخ محمد حسین صاحب متخلص بہ نامی اور مصدر
کمالات شاعر ستودہ صفات نور افزای چشم دانائی فروغ بخش دیدۂ سخن آرائی چراغ بزم نکتہ دانی شمع
انجمن خوش بیانی صاحب طبع موزون جناب شیخ نعمت حسین صاحب افسون اور دیباچہ
کتاب سخنوری فہرست مجموعۂ دانش پروری دُر دریای سیادت گوہر بحر نجابت ماہر باخبر شاعر
نامور مجمع اوصاف بے انتہا میر علی محمد صاحب متخلص بہ ضیا اور بلبل چمن خوش بیانی عندلیب
گلشن شیرین زبانی منشی تیز قلم سحر رقم عطارد رقم سخن پرور خرد گستر مروت جو موالست خو ہنر بین
نکتہ چین صاحب طبع سلیم منشی محمد حلیم الدین صاحب متخلص بہ حلیم بھی رونق افروز جلسہ تھے
حسب ارشاد حضرات والانژاد کے گو سمع خراشی تھی مگر بحکم الامر فوق الادب اس قصہ کو سنایا
بحمد اللہ کہ محک امتحان طبایع حضرات محتشم الیہ مین مقبول پایا چنانچہ ہر ایک صاحب نے محظوظ اور مسرور
ہو کر تاریخ اور تقریظ بھی تحریر فرمائی اور باصلاح ومشورہ مہر سپہر کرامت خورشید فلک سخاوت مطلع انوار
اہلبیت مظہر اسرار قابلیت امین مرادات معدن حاجات مورد اقبال مصدر اجلال رفیع المرتبت
عالی المنزلت حق پژوہ فلک شکوہ عالی ہمم والا حشم عالی مستطاب ہمایون القاب صاحب خلق واحسان
خان والاشان جناب داروغہ محمد ضیافت حسین خان وداروغہ محمد نوازش حسین خان
صاحبان سلمہ اللہ الغالب یہ قرار فرمائی کہ اگر یہ کتاب عجیب وغریب معرض طبع مین آئے تو مصنف کو

نتیجہ محنت حاصل ہوجاتی اور یہی ختم ہونے کا انجام ہے کچہ دنون باعث بقای نام ہے تاہم بہزار انکسار عرض کرتا ہون طول تقریر سے ڈرتا ہون کہ اگر بمقتضای الانسان مرکب من الخطاء والنسیان کوئی غلطی پائین تو براہ عنایت و انصاف قلم اصلاح یا عفو سے بنائین شعر بقدر وسع در اصلاح کوشند + اگر اصلاح نتوانند پوشند + اب دعا ہے کہ ایزد غفار بہ تصدق احمد مختار اور ائمہ اطہار دفتر عصیان خاکسار پر نظر رحمت فرمائے فشار قبر اور عذاب حشر سے بچائے دین و دنیا مین بھلا کرے والدین کو جنت عطا کرے مستجاب باد بحرمت النون والصاد

زیادہ لکھنا بیکار ہے اس مناجات پر دار مدار ہے

مناجات

الٰہی بحق جناب رسولؐ ۔ الٰہی بحق جناب بتولؑ
الٰہی بحق علیؑ باکمال ۔ الٰہی بحق حسنؑ خوش خصال
الٰہی بحق حسینؑ حسین ۔ الٰہی پی سید الساجدینؑ
الٰہی بہ باقرؑ علیہ السلام ۔ الٰہی بجعفرؑ علیہ السلام
الٰہی پی کاظمؑ باصفا ۔ الٰہی بحق امام رضاؑ
الٰہی بحق محمد تقیؑ + ۔ الٰہی بحق علی نقیؑ +
الٰہی بحق حسن عسکریؑ ۔ پی مہدیؑ بادشاہ جری
رہے رکن اسلام قائم سدا ۔ بڑھے دن بدن دین خیر الوریٰ
رہین سارے مومن لعینون سے دور ۔ ہمیشہ رہے رنج و غم اونسے دور
جو بیمار ہون جلد پائین شفا ۔ اونہیں بخشدے گر کہو قضا
عطا لاولد کو بھی اولاد ہو ۔ جو ناشاد ہو اوسکا دل شاد ہو
بر آئے ہر اک کی مراد دلی ۔ یہی مدعا ہے دعا ہے یہی
تصدق مین سب ہونگے خدا ۔ مرے دلکی بھی جائین حسرت ہو وا
رہون خرم و شاد تا زندگی ۔ کسی سے کبھی ہو نہ شرمندگی
سوای غم شاہ کرب و بلا ۔ نہو رنج مجھکو کسی بات کا
رہے قلب مین حب آل نبی ۔ کہ ہے مغفرت کا وسیلہ یہی
فضائل کرون پنجتن کے بیان ۔ رہے جب تلک میری قالب مین جان
گنہ جسقدر ہون وہ سب ہون عفو ۔ بڑھا حوض کوثر پہ بھی آبرو
نکلنے لگی تن سے جب جان زار ۔ نہو جان کنی کا مجھے اضطرار
نجف مین مرون تا نہووے فشار ۔ نکرنا نکیرین سے شرمسار
بہشت بریں مین جگہ دیجیو ۔ عذاب سقر سے بچا لیجیو
جب آئے سوا نیزہ پر آفتاب ۔ میرے سر پہ ہو سایہ بوتراب
قیامت مین ہول قیامت نہو ۔ صراط جہنم پہ آفت نہو
الٰہی پہنچ جاؤن مین کربلا ۔ کہ ہوجائی سب دور کرب و بلا
خدا بخشدے میرے ماں باپ کو ۔ نصیب اونکو بھی سیر فردوس ہو
برای رسول و آل رسول ۔ دعائین ہون سب کی یکسر قبول

قطعۂ تاریخ ختم

بفضل خداوند لوح و قلم | نمودیم این قصہ را اختتام
مدد داد ہاتف پئے سال ختم | ز آمد ادب شد فسانہ تمام ۱۲۹٦ھ

ولہ بطرز نو

عدد لفظ داستان بر آر | در عشر ضرب دادہ ہم ز چہار
کردہ تقسیم خارج از قسمت | ہر چہ ماند ورا بگیر ای یار
باری مقسوم الیہ ازان کم کرد | سال ختم فسانہ را بہ شمار ۱۲۹٦

تقریظ چکیدہ قلم معجز رقم سحر بیان ثانی سحبان جناب محمد عبد الغفور خانصاحب نشتر

شمع خاموش بزم سخندانی لب بستہ انجمن خوش بیانی سر رشتہ دل و جان گنج بیان شوریدہ سر
متمنی شفاعت محمد عبد الغفور خان نشتر غفر اللہ ذنوبہ و احسن اللہ غفور خدمت مین شایقان بیان فصیح
مشتاقان کلام ملیح کو عرض کرتا ہی کہ اس ایام میمنت التیام ۱۲۹٦ھ ہجری مین یہ فسانہ عجیب با جرای غریب
مسمے بہ افسانہ عشق بحسن رسائی عنقای فکر عرش پرواز و ترشح رگ ابر نیسان خامہ گوہر طراز سخن سنج
سخن گستر مضمون نگار معانی پرور عندلیب گلستان فصاحت طوطی شکرستان بلاغت خوش نغمہ و خوش
بیان لطیف و شیرین زبان ہلال آسمان سخندانی بدر تابان فلک معانی چشمہ لطف و کرم
منبع حسن و اخلاق اتم منشی محمد حسن عسکری خان صاحب رفع اللہ درجاتہ و دفع اللہ کرباتہ
تصنیف ہو کر سرمہ چشم مشتریان متاع گران بہای سخن نگین نور مردمک دیدہ خریداران
سرمایہ کلام شیرین کا ہوا اور چشم بد دور کیونکر نہو ہر فقرہ طراز بندش گلہای الفاظ رنگین سے
گلدستہ رشک گلستان بلبل شیراز ہی سلسلہ تقریر مسلسل فیضان طلاقت لسانی سے حسرت
زمزمہ طوطی خوش آواز ہندوستان سطور میل سرمہ چشم چراغ طور مین دائرے حرفون کے
موج در موج پرتو خطوط شعاع نورانی سے لو رگا علی نور مین نقطے خال عنبرین عارض گلرخان
پری پیکر ہین بین السطور چشمہ سلسبیل و کوثر ہین مد دنبالہ چشم سرمگین ہے یا نشتر رگ جان عاشقان
حزین ہی قطع نظر اسکے چمن پیرای قطعات گلشن صنائع و بدائع کے قابل دید ہی انجمن آرای بلاغت
سخن کے قابل شنید ہی چہرہ نگاری معشوقان معانی کی رشک مرقع تصاویر بہزاد و مانی
سے مضمون طبعزاد کو عبارت دلچسپ کے ساتھ پیوند روحانی ہی عجب لطافت کی تقریر بے نظیر ہی

طرز تحریر مضامین برجستہ کا دلپذیر ہی سرتاپا افسانہ نور دیدۂ بزم مشتاقان معنی رنگین ہے
منظور نظر بلند تلاشان عالی مضامین ہی دم نظارۂ تلاطم موج شوخی مضمون آبدار سے ڈورا
تار نگاہ کا رشتہ رگ گل بنتا ہی روشنی معنی روشن سے آنکھون کے سامنے چراغ جلوۂ طور جلتا ہی
نہ ایسی فصاحت کی تقریر پیش ازین سنی ہی نہ ایسی عبارت بلیغ دیکھی ہی تقریر پاک و صاف
محاورہ روزمرہ شفاف موج آب تقریر گوہربار نے آبرو افسانہ ہای گذشتہ کی کھوئی ہے
گویا مصنف نے زبان آب گوہر مین دہوئی ہی گلریزی تحریر سے صفحۂ کاغذ تختۂ دامن گلچین ہے
ہر فقرہ شوخی رنگ عبارت رنگین سے تر از شاخ گلہای رنگین ہی شوخی تحریر سرمۂ چشم جادو نگاہان
ہے سلاست تقریر کی زیادہ از احصای حد بیان ہی ہر بیت فقرات دلچسپ کی کیا بے بدل
ہے بنای تعمیر قصر مضمون جدید کی برمحل ہی اللہ اللہ عجب افسانہ سرور افزا ہی جسپر جان عالم
کی فدا ہی اوسپر طرہ یہ ہی کہ جو اشعار عبارت نثر کے ساتھ حسب موقع زیب رقم فرمائے گئے
ہین اونکی شان نرالی ہی زمین شعر کی رفعت فیضان فکر وسیع سے بلندی عرش عالی ہی ہر شعر
تجلّی معانی روشن سے کہکشان ہی ہر مصرعہ جواب قامت سرو قامتان ہے بحر اشعار
مضامین دربار ہے یا قلزم طوفان خیز معانی کا ناپیدا کنار ہے انگشت قلم اسکی
مدحت طرازی مین فتیلہ چراغ روشن ہے صفحۂ کاغذ سیگون اوراق گلہای نسترن ہی نظم

عجب حیرت فزا ہی یہ کہانی — زمانے مین نہین ہی جسکا ثانی
سواد خط سے پیدا ہی عجب نور — ہر اک نقطہ ہی خال عارض حور
تجلّی معنی روشن عیان ہے — ہر اک فقرہ برنگ کہکشان ہے
مسلسل صاف ہی تقریر ایسی — لڑی جیسی مصفّا موتیون کی

نیا مضمون نیا فقرہ نیا ڈھنگ — نئی بندش کا ہی تحریر مین رنگ
نرالا خوشنما ہی طرز تحریر — کہ جسکی مدح سے عاجز ہی تقریر
دوائر کیون نہون تونگر پُرنور — چمک ہی مہر و مہ کی انمین مستور
ثنا اسکی کسی سے کیا بیان ہو — برنگ کلک گرچہ دو زبان ہو

چونکہ مدحت افسانہ اور مصنف کی زیادہ از حد امکان طاقت تقریر سے فزون تر از احصای تحریر ہی لہذا
راقم الحروف خاتمہ سخن کا دعا پر کرتا ہی آلہی جبتک کہ چشمۂ سخن زبان سے اور بحر ناپیدا کنار مین پانی
زور و شور سے جاری ہی یہ افسانہ ہزار رنگ سے مقبول طبائع سخندان طرۂ دستار معنی شناسان رہے

قطعۂ تاریخ ختم افسانۂ نو کر بیز خامۂ عنبرین شمامۂ جناب خانصاحب ممدوح

خانِ ذیشان چون بطرز جدید   از نی کلکِ دُرترانۂ عشق   خوش نوشتیم مصرعۂ تاریخ   ہست عجیب بیان فسانۂ عشق
۱۲۹۴

خوش چو تصنیف کرد خانصاحب   این فسانہ کہ گرم سرتاپاست   ولہ شنیدم ز غیب ہاتف غیب   این چہ افسانہ بے نظیر است
۱۲۹۴

بہار فکر خانصاحب سے انجام پہنچا   یہ افسانہ عجب بلبل و گل کی محبت کا   ولہ سر انگشت شاخ گل قلم کر یا تجھے بارے   لگا لکھنے یہ افسانہ ہے گلدستہ لطافت کا
۱۲۹۴ھ

حسن عسکر خان سحر البیان نے   کہا جب افسانۂ دلپذیر   ولہ سرور نے کیا جب سوال عرض   یہ افسانۂ عشق ہے بے نظیر
۱۲۹۴

لکھا کیا خوب یہ قصہ خان ذیشان نے   کہ پڑھ پڑھ کر جسے جی چاہتا ہے [illegible] افسانہ   ولہ سرور سال فصل ہو [illegible]   بہار گلشن نکتہ معانی عجب افسانہ

تقریظ چکیدۂ قلم دقائق رقم افصح الفصحا اکمل البلغا ماہر علوم شاعر گرامی جناب شیخ محمد حسین صاحب نامی

نظم
سخن را آفرید اول خداوند   سخن آمد کلید قفل ہر بند   سخن باشد خدیو ملک ہستی   بہ قدرش فلک عرش پستی
سخن را آسمان آورد جبریل   سخن را بر ہمہ اشیا است تفضیل   سخن باقی و فانی باقی آمد   سخن صہبا سخندان ساقی آمد

تازگی چمن افسانہ طرازی بآبیاری محمدت نخلبند گلشن ہمکانیست کہ گل ہمیشہ بہار حسن و عشق را بہ پیامن نسیم انفاس بیدلان شگفانیدہ و لالہ داغ سوز محبت در گل سینہ جگر سوختگان بہ ہواداری آہ گرم و آبریزی اشک خون آلود دمانیدہ و آب و رنگ گلشن تحریر سرزبانی نعمت گلرخساریست کہ بلبل زبان بفیض وجود باجودش قوت گویائی بہم رسانیدہ و عندلیب طبقہ ببرکت زمزمہ مدح سرائی او خود را معروف بخوش نوائی گردانیدہ من بعد مبتلای بلای ناکامی محمد حسین نامی خدمت دیدہ وران سخن شناس مژدہ رسان است کہ در ینولا یکی از احباب صداقت مآب راقم کہ شور ملاحت تحریرش نمک مائدہ خوان بلاغت و شیرینی شہد تقریرش شکر ریز کام فصاحت صفای نظمش صیقل گر مرآت الفاظ معانی و عنبر آمیزی سواد رقمش نافہ غزال چین را مایہ صد چین حیرانی بقطرہ افشانی نیسان خامہ اش ابر دی گوہر درخشان و بفروغ آفتاب رای رزینش بہر خردی لعل در بدخشان اہتزاز نسائم بیان دل آویزش چمن چمن رنگ شگفتگی بخاطر بہار میریزد و شمیم الفاظ مشکینش دماغ خاقان چین را معطر میسازد بقای وجودش

مسیح اعجاز کلام رنگین و رشحہ خامہ عیسوی ہنگامہ اش خضر زندگانی جاوید ارقام مضامین دلنشین

نظم بود آن عسکری سرمایہ علم | بگردد دلش میرساند پایہ علم
کشید از شیوہ جادو بیانی | ببیانش غازہ بر روی معنی
فصاحت از بیانش او سرفراز | بلاغت در از علمش ناز بر ناز
ز نقش اعتباری بحر و کان را | گر از لعل و گہر چیند دکان را

بتالیف افسانہ نوآئین بیگانہ نقادان زمین فن بعرض جوہر معنی ساختہ و شاہد رعنای قصہ رنگین را بدستیاری ماشطہ خامہ بہر ہفت آراستہ بیت دیدہ از دیدنش نگشتہ سیر + ہمچنان کز فرات مستسقی اگر بہ تشریح رسائی ہفت سنگار وسمہ تشبیہات و رزک استعارات و حنای بندش و غازہ رنگینی این ماطورہ مسطورہ انظار شائقان در ربین مفصلا پردازم بے شائبہ تکلف کتابی دیگر بر خامہ کتابچہ افزودہ باشم از انجاکہ بحسن تایید خداوندی حالیا بکمال زیب و زینت پیرایہ انطباع در بر پوشیدہ از حجلہ خفا بر منصہ شہود جلوہ گر میشود نظارہ گیان حسن پرست صورت و معنی جمال آن لیلای سحر دلربای را بچشم شوق بیوساطت نقاب توانند دید ازین رو بفحوای این مصرع شنیدہ کی بود مانند دیدہ بتوصیف سراپای آن خریدہ زیبا منظر تحصیل حاصل بتطویل لاطائل نپسندیدہ بعد ازا اکتفا بدعا و خاتمہ بدعا بار خدایا گلستان قابلیت مصنفش بہبوب نسیم افضال مبدا رفیاض ہمیشہ بہار و رنگینی خیابان کلامش طراوت بخش انظار اولو الابصار باد بحرمۃ النون والصاد

قطعہ تاریخ ختم افسانہ چکیدہ خامہ فصاحت شمامہ جناب شیخ صاحب منیر

عسکری نے لکھا افسانہ خوب | ہو وہ مطبوع ہر وضیع و شریف
دہنر بحث یون لکھی تاریخ | کیا یہ چھپتی داستان لطیف
۱۲۹۶ھ

قطعہ تاریخ مولفہ جناب منشی صاحب چمن پیرای گلشن فصاحت انجمن آرای بزم بلاغت سخن فہم و معنی شناس بے تکلف جناب منشی محمد کاظم حسین خانصاحب متخلص بہ یوسف

چہ خوش افسانہ بنوشت عسکری | برای عاشقان فرہنگ عشق است
چو فکر سال شد از روی جودت | خرد گفتا ز ہی فرہنگ عشق است
۱۲۹۶ھ

قطعہ تاریخ مولفہ یگانہ روزگار سحر نگار صاحب طبع موزون جناب شیخ نعمت حسین صاحب افسون

لکھا دلچسپ قصہ عسکری نے | ہے مفتون جس پہ ہر دیوانہ عشق
کہی تاریخ افسون نے دل سے | طلسم عشق ہے افسانہ عشق
۱۲۹۶ھ

قطعہ تاریخ مولفہ سخن آرای معنی پیرای مجمع اوصاف بے انتہا جناب میر محمد صاحب ضیا

خان ممدوح کی اوصاف رقم کیا ہو | آج اس عہد میں خلّاق معانی ہے یہ | واہ کیا نثر میں افسانۂ رنگین لکھا | حسن دیکھا یہ کہا سحر بیانی ہے یہ
کہ منشا ہو کہ عالم میں قلم توڑ دیا | کیون نہ ہو کثرت ایام جوانی ہے یہ | فی الحقیقہ کہ عجب نغمہ سرائی کی ہے | یادگار اس چمنستان میں نشانی ہے یہ
اس فسانہ کی جہاں میں نہ ہو کیونکر شہرت | نئے انداز کی ماشاء اللہ کہانی ہے یہ | فکر غواص سے تاریخ جو پوچھی تو کہا | بحر انوار طبیعت کی روانی ہے یہ

قطعہ تاریخ نوکریز کلک گہر سلک مبدا فیض سخن و مبدع فیض افاضت فن حاتم دوران
فیاض زمان مورد فیوض بیہ دان سخنور و سخندان جناب محمد فیاض علیخان صاحب
سیح مرام و اغراض متخلص بہ فیاض ساکن محلہ دریا آباد منحلات بلدۂ الہ آباد

[illegible] دل یہ قصہ ہے تمام | ہر صفحہ ان ہے جلوہ گہ دستانۂ عشق | ہر نقطہ ہے خال عارض دختر رز | ہر سطر ہے اسکی خط پیمانۂ عشق
فیاض نظم کی یہ تاریخ اسکی | تا باب طلسمات ہے افسانۂ عشق ۱۲۸۶ھ | بلبلونکو یہ داستان ہے یاد | ولہ باغ عالم میں ہے ترانۂ عشق
کون مسجد میں حفظ کو جاسے | سر فیاض و آستانۂ عشق | مجھسے تاریخ عیسوی سن لے | واعظا ورد ہے فسانۂ عشق ۱۸۶۹ع

قطعہ تاریخ نوکریز خامہ فیض شمامہ مصدر کمالات مظہر حسنات فصاحت و بلاغت
نشان جناب داروغہ محمد ضیافت حسین خانصاحب سلمہ الرحمان

رقم کرکے چھاپے قصہ خوش مقال | حسن عسکریخان فرخ خصال | ضیافت نے لکھا دل خوش سال
ہے افسانۂ عشق بے مثال

قطعہ تاریخ چکیدہ قلم فیض رقم مورد اقبال مصدر اجلال خان عالی ہمم جناب داروغہ
محمد نوازش حسین خانصاحب حفظہ اللہ عن الغم والالم

افسانہ جو عسکری نے لکھا | عاشق ہوا اسپہ جان سے جسنے دیکھا | تاریخ کی فکر میں نوازش
[illegible] شہرت رہی اللہ نے کہا

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر رضا صاحب [illegible] معدن فیض و حسان جناب عصمت اللہ خان
صاحب سلمہ الرحمان ساکن بلدۂ مرزاپور

لکھا قصہ یہ عسکری نے | [illegible] دل سے فدائی | ہوئی عصمت کو جب تاریخ کی فکر
عجب تاریخ ہاتف نے سنائی

قطعۂ تاریخ مؤلفۂ منشی تیز قلم سحر عطارد رقم صاحب طبع سلیم منشی محمد حکیم الدین صاحب حکیم

چہ خوش گفت عسکری دلچسپ قصہ | بداند قدر این دیوانۂ عشق | چہ از منشی حکیم از بہر سالش
در این فن چون توئی فرزانۂ عشق | دل اظہار راپوشیدہ بنویس | چہ دلچسپ این افسانۂ عشق

۱۲۸۶ھ

قطعۂ تاریخ معدن اشفاق حمیدہ مخزن اخلاق پسندیدہ شاعر خجستہ شیخ حامد علی صاحب قمر

عجب لکھا ہی خانصاحب نے قصہ | سنا جسنے ہوا دیوانۂ عشق | لکھی تاریخ اوسکی یون قمر نے | ہوا ثانی ہوا افسانۂ عشق
حسن عسکر سخندان رنگین قمر نے | لکھا ایک قصہ بنا بے نظیر | ولہ | زروی بلاغت قمر نے لکھا | عجب افسانہ لکھا دلپذیر

ولہ سال عیسوی و ہجری

حسن عسکر سخندان فرزانہ شوق | کہا اک فسانہ ہی رشک چمن | قمر نے لکھا عیسوی سال ہجری | ہی نخل طوبیٰ گلستان سخن

۱۲۸۶ھ ۱۸۶۹ع

ولہ سال عیسوی

واہ واہ جسنے سنا افسانہ یہ | دل میں جو سکو ہوگئی پیدا خوشی | لکھ قمر اب دور کرکے فکر کو | ہر بیان نادر عبارت کیا لکھی

۱۸۶۹ع

ولہ سال فصلی

عجب فسانہ ہوا پر فضا | کہ ظاہر ہین اس سے کمالات عشق | قمر لکھ سرپا بلاغت سے یہ | فسانہ ہے پر از حالات عشق

ولہ

کیا یہ عمدہ ہی فسانہ بے نظیر | سنکر جسکو خوش ہوئی سب خاص و عام | سال ہجرت ہو قمر اب ایک لکھ | عشق کا اب یہ فسانہ ہو تمام

ولہ

کہی اک داستان اردو مین خانصاحب نے کیا اچھی
کہ جسکو سنکے سب کہتے ہین یہ اچھا فسانہ ہے

سنا جب مینے افسانہ تو خوش ہو کر کہا دل سے
کوئی مضمون تاریخی بتا جسکو سنانا ہے

او سے تم مصرعۂ واحد مین لکھین تین تاریخین
کرون اظہار اب اوسکا کہ از بسکہ عاشقانہ ہے

لکھا ہی لفظ اول مصرعۂ تاریخ مین سے نے
اوسی سے سال ہجرت کا جو ہے سبکو دکھانا ہے

عیان تاریخ فصلی ہو اگر تم غور سے دیکھو
جو باقی رہ گیا وہ سال عیسیٰ کا ٹھکانہ ہے

قمر لکھ مصرعۂ تاریخ نادر داد سب تجھکو
فروغ غور سے اب خوش بیان فسانہ ہے

۱۲۸۶ھ ۱۲۷۶ف ۱۸۶۹ع

چند قطعات تاریخ ہیچدان اور دس پانچ چیستان کہ بڑی محنت سے وقتاً فوقتاً کہین تہین اگرچہ قابل ملاحظہ شایقان زبان نہین تہین لیکن بحسب فرمایش اکثر دوستان خصوصیت آگین درج کتاب ہذا کئین گیئین

قطعہ تاریخ وفات مقدور بیگم صاحبہ مرحومہ دختر جناب چھٹو خانصاحب مغفور رئیس الہ آباد

نمودند رحلت چو خالہ ز عالم | چگویم چہ حالم شدہ زار زین غم | نوشتم ز روی دل درد مند | برفت از جہان حیف مقدور بیگم ۱۲۶۳ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب چھوٹو خانصاحب خلف جناب عنایت علیخانصاحب اسکنہما اللہ

فی بحبوحۃ الجنان

گزشتند خالہ و ہم خال من | ز فرط الم حال بیطور شد | نمودند پس جہد فاسد قضا | چہ ظلم و ستم لائق غور شد

بنشت عسکری سال این تعزیت | ز سپہر فلک جور بر جور شد ۱۲۶۳

قطعہ تاریخ تولد محسن علیخان عرف علی حسین خان برادر مصنف

نمایاں شد عالم ز فضل رحیم | برادر مرا داد خوش اختری | نوشتیم بے ردی اندیشہ سال | برآمد ز دریای اشرف دری ۱۲۶۳

قطعہ تاریخ شادی محمد وصی محمد فیاض علیخانصاحب رئیس الہ آباد رفع اللہ درجاتہما

وطال اللہ حیاتہما

ہوئی جبکہ شادی فیاض علیخان | تو آئی دلہن گھر مین عالی وقار | لکھا با دل شاد یہ عسکری نے | ہوئی دلکو عشرت جب آئی بہار ۱۲۶۶

قطعہ تاریخ شادی مصطفی زمانخانصاحب خلف جناب ہیبت زمانخانصاحب

مرحوم رئیس الہ آباد

ہے یہ جشن خان عالیشان خوش | مری مولا یہ شادی ہو مبارک | نہ کیون لکھون دل خوش سے یہ تاریخ | خداوندا یہ شادی ہو مبارک ۱۲۶۹

قطعہ تاریخ تولد لطافت بیگم عرف سعید بیگم دختر مصنف

ہزار شکر بدرگاہ خالق اکبر | عطا نمود مرا دختر خجستہ سیر | دمی چو فکر نمود عسکری پی سالش | ندا ز ہاتفی آمد چنین نیک اختر ۱۲۸۱ھ

قطعہ تاریخ تولد مقرب حسین خان عرف سلطان حسین خان برادر مصنف

بفضل خالق سے ہوا جبکہ تولد لڑکا | خوش ہو کے دیکھ کے سب کو قریب اور بعید | اس عدد کو قلم کرکے لکھا یہ سن نے | صاحب دولت و اقبال ہے یہ طفل سعید